E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A.

Paper : --

Module Name/Title : **Arrival of European Powers in India & The Establishment of The British Rule**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Prof. Mushtaq Ahmed Kaw & Dr. Mahboob Basha
PRESENTATION	Prof. Mushtaq Ahmed Kaw & Dr. Mahboob Basha
PRODUCER	M.A. Muneer

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 10 ابتدائی یورپی نوآبادیاں

ساخت

10.0 مقاصد

10.1 تمہید

10.2 پرتگالی (Portuguese)

10.2.1 آل میڈہ (Almeida)

10.2.2 البوقرق (Albuquerque)

10.2.3 پرتگالی (Portuguese) طاقت کے زوال کی وجوہات

10.3 ڈچ (Dutch)

10.4 برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی

10.4.1 سورت

10.4.2 مسولی پٹنم

10.4.3 مدراس

10.4.4 کلکتہ

10.4.5 بمبئی (جدید نام ممبائی)

10.5 فرانسیسی (French)

10.6 خلاصہ

10.7 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

10.8 نمونہ امتحانی سوالات

10.9 سفارش کردہ کتابیں

10.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے سے آپ حسب ذیل سوالات کے جوابات جاننے کے قابل ہوجائیں گے ۔

1۔ یوروپین (Europeans) کون تھے ۔ کس نے ہندوستان میں اپنی آبادیاں قائم کیں ؟

2۔ کس طرح سے یہ قایم کی گئیں ؟

3۔ وہ کون سے اہم مقامات تھے جہاں پر یہ آبادیاں قایم کی گئیں ؟

10.1 تمہید

مغربی ممالک سے ہندوستان کے تجارتی تعلقات بہت قدیم دور سے قایم تھے ۔ ساتویں صدی میں سمندری تجارت پر عربوں کا تسلط تھا ۔ بحر ہند اور بحیرہ قلزم (Red Sea) پر عربوں کا موقف کافی مضبوط تھا ۔ عرب ہندوستانی سامان کی مغربی بازاروں میں تجارت کرتے تھے ۔ ایک عرصہ سے اہل یورپ ہندوستان سے راست ربط قایم کرنا چاہتے تھے ۔ پرتگیزیوں نے (Portuguese) سب سے پہلے سمندری راستہ دریافت کیا اور تجارت کی خاطر ہندوستان آئے ۔

10.2 پرتگیز (Portuguese)

مختلف وجوہات کے پیش نظر اہل یورپ کو ہندوستان کا سمندری راستہ دریافت کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔ مشرق سے اہل یورپ کے تجارتی تعلقات قدیم دور سے قایم تھے ۔ مغربی ممالک میں ہندوستان کے گرم مسالوں اور ململ کی بڑی مانگ تھی ۔ وینس (Venice) اور جنیوا (Genoa) کے سوداگر خشکی کے راستے سے ان اشیا کو لے جایا کرتے تھے ۔ یہ راستہ قسطنطنیہ (Constan tinople) سے پشاور (Peshawar) تک جاتا تھا ۔ یورپ کے بازاروں میں ہندوستانی مال کی زبردست مانگ کے پیش نظر ہندوستان کا نیا سمندری راستہ دریافت کیا گیا ۔ 1453ء میں ترکوں نے باز نطینی شہنشاہ کو شکست دے کر قسطنطنیہ (Constantinople) کے شہر پر قبضہ کرلیا ۔ اس قبضے کے بعد ترکوں نے عیسائیوں کے لیے مشرق کو پہنچنے کے خشکی کے راستے بند کردیئے ۔ اس طرح قسطنطنیہ (Contantinople) کا زوال ہندوستان کے لیے سمندری راستے کی دریافت کا باعث بنا ۔

پرتگیزی سمندری سیاح واسکوڈی گاما کی ہندوستان میں آمد پر کالی کٹ (Calicut) کے حکمراں زمورن (Zomorin) نے اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا ۔ لیکن عرب سوداگروں نے مخالفانہ رویہ اختیار کیا کیوں کہ ہندوستان کی تجارت پر عرب اجارہ داری (Monopoli) قایم تھی اور عرب پرتگیزی مسابقت کو ناپسند کرتے تھے ۔ زمورن (Zamorin) نے واسکوڈی گاما اور اس کے ساتھی سیاحوں کو بہت سے تحفے دیئے مثلاً کالی مرچ ، ادرک ، لونگ ، ہاتھی دانت کی اشیا وغیرہ ۔ جنھیں وہ لوگ 1499ء میں اپنے ساتھ لے گئے ۔ اس سمندری سفر سے حاصل ہونے والا منافع اخراجات سفر سے ساٹھ (60) گنا زیادہ تھا ۔ جس کی بدولت پرتگیزیوں کے ہندوستان کے ساتھ سمندری تجارت کے حوصلے بلند ہوئے ۔

دوسری بار 1502ء میں واسکوڈی گاما ہندوستان آیا اور اس نے ان عرب تاجروں سے انتقام لیا جنھوں نے اس کی پہلی بار آمد پر اس کے ساتھ بدسلوکی کی تھی ۔ اس نے ان عربوں کے ساتھ بڑا ظالمانہ اور جابرانہ برتاؤ کیا ۔ کئی عربوں کو ان کی کشتیوں (Boats) کے ساتھ جلا دیا گیا ۔ زمورن (Zamorin) نے پرتگیزیوں کو کالی کٹ (Calicut) ، کوچن (Cochin) کنانور (Cannanore) کے مقام پر تجارتی مراکز قایم کرنے کی اجازت دے دی لیکن واسکوڈی گاما کے

ہندوستان سے رخصت ہونے کے بعد زمورن (Zamorin) کوچن میں ان پر حملہ آور ہوا۔ جس میں اس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور بالواسطہ طور پر پرتگیزی طاقت کی برتری قایم ہوگئی۔

10.2.1 آل میڈہ (Almeida) (1505 تا 1509)

ہر سال سمندری سفر کے طریقے کو پرتگیزیوں نے 1505ء میں ختم کردیا۔ اور فرانسس ۔ ڈی۔ ال میڈہ (Francisco - De - Almeida) کو پرتگیزی مقبوضات کے پہلے وائسرائے (Viceroy) کی حیثیت سے ہندوستان میں مقرر کیا گیا۔ ال میڈہ (Almeida) نے ایک حکمت عملی اختیار کی جس کو (Blue Water Policy) کا نام دیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خشکی پر آبادیوں کی توسیع کے حق میں نہیں تھا بل کہ سمندری طاقت (Naval Power) کو مضبوط بنانے کے حق میں تھا۔ اس کے بموجب سمندری طاقت کے ذریعہ ہندوستان پر آسانی کے ساتھ قبضہ جمایا جاسکتا تھا۔ اس کے نزدیک پرتگیزیوں کی سمندری طاقت ہندوستان پر قبضے کی ضمانت تھی۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ کوئی قلعہ یا کوئی فصیل (Fortress) ایسے قبضے کو نہیں روک سکتی چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

10.2.2 البوقرق (Albuquerque) (1509 تا 1515)

البوقرق، ال میڈہ (Almeida) کے مرنے پر اس کا جانشین مقرر ہوا۔ اس وائسرائے (Viceroy) نے اپنے پیش رو کی حکمت عملی کو الٹا دیا۔ وہ چند اہم علاقوں پر تجارت کی غرض سے قبضہ کرنا چاہتا تھا اور ان پر راست اپنے انتظامات چلانا چاہتا تھا۔ وہ پرتگیزیوں اور ہندوستانیوں کے درمیان بین قومی شادیوں کا حامی تھا۔ اس کا یہ نظریہ تھا کہ اگر پرتگیزی مرد کسی ہندوستانی عورت سے شادی کرے تو ایسی صورت میں آنے والی نسل پرتگیزیوں کی ہمدرد اور وفادار رہے گی۔

البوقرق نے پر اثر فتوحات کی حکمت عملی اختیار کی۔ 1510ء میں اس نے گوا (Goa) فتح کیا اور اس کو ہندوستان میں پرتگیزی طاقت کا مرکز بنایا۔ 1515ء میں مشرق بعید (Far East) میں ملاکا (Malacca) کو فتح کیا اور پھر خلیج ایران (Persian Gulf) میں حملہ کرکے آرمز (Ormuz) کو اپنے تحت کرلیا اور بہت سے پرتگیزی عہدہ داروں کو ہندوستان طلب کیا۔ بہت سے ہندوستانی اس کی فوج اور نظم و نسق میں شامل تھے۔ البوقرق نے ہندوستان کے کئی مملکتوں سے دوستانہ تعلقات قایم کیے جن میں قابل ذکر وجیانگر (Vijayanagar) کی مملکت ہے۔ 1515ء میں وہ مرگیا اور گوا (Goa) میں دفن کردیا گیا۔

البوقرق کے اہل وطن اس کو البوقرق اعظم (Albuquerque the great) کہتے تھے۔ کیوں کہ اس نے مشرق میں پرتگیزی طاقت کے استحکام کے لیے بنیاد فراہم کی۔ وہ شہری نظم و نسق اور فوجی معاملات ہر دو میں بڑا ذہین اور چالاک تھا۔ ڈاڈول (Dod well) کے مطابق البوقرق کا تقابل صرف رابرٹ کلایو سے ہی کیا جاسکتا ہے وہ دونوں ہی بہت بڑے فوجی سورما تھے۔ جن کی ہمت اور دور بینی خطرے کے وقت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ دونوں ہی مضبوط قوت ارادی

اور ثابت قدمی کے مالک تھے ۔ دشمن کی تعداد کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے تھے ۔ وہ اپنے اعلیٰ ترین جوش اور جذبے سے اپنے ماتحتین پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے ۔

البوقرق کے جانشین باصلاحیت نہیں تھے لیکن ان کی طاقت جلد زوال پذیر نہیں ہوئی ۔ انھوں نے دیو (Diu) پر 1534ء میں قبضہ کیا اور 1538 میں دمن (Damon) ان کے قبضے میں آگیا ۔ اسی سال ان کو گوا (Goa) میں ایک فیاکٹری (کارخانہ) قایم کرنے کی اجازت حاصل ہوگئی ۔

10.2.3 پرتگیزی طاقت کے زوال کی وجوہات

سولہویں (16ویں) صدی کے خاتمے کے ساتھ ساتھ پرتگیز (Portuguese) طاقت بھی مسلسل زوال سے دوچار ہونا شروع ہوئی ۔ پرتگیزی طاقت کے زوال کے کئی اسباب ہیں ۔ پرتگال (Portugal) محدود وسائل کا ایک چھوٹا سا ملک تھا ۔ کم آبادی اور محدود ذرائع ہندوستان کی مہم کو مکمل طور پر کامیاب نہیں بنا پائے ۔ پرتگیزیوں کے وسائل دو علاقوں میں منقسم تھے ایک تو ہندوستانی مقبوضات میں دوسرے برازیل (Brazil) جنوبی آفریقہ میں ۔ پرتگیزیوں (Portuguese) نے برازیل پر زیادہ توجہ دی اور فطری طور پر ہندوستان نظر انداز ہوگیا ۔ پرتگیزیوں کی حکومت خود ان کے اپنے ملک میں کمزور تھی ۔ اس کے اثرات مشرق پر بھی مرتب ہوئے ۔ ہندوستان میں پرتگیزی نظم ونسق (Administration) کے عہدہ دار بے ایمان (Corrupt) تھے ۔ نظم و نسق کے عہدہ دار خود اپنی قسمت بنانے میں مصروف تھے اور اس سلسلے میں وہ اچھے یا برے ذریعوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے ۔ زوال کا تیسرا سبب 1580ء میں پرتگال کا اسپین کے ساتھ زبردستی اتحاد تھا ۔ جو فلپ دوم (PhilipII) شاہ اسپین کے زمانے میں عمل میں آیا ۔ جس کے نتیجے میں اسپین (Spain) کے مفاد کو پرتگال (Portugal) کے مفاد پر مسلط کردیا گیا ۔ اہل اسپین مغرب میں نو آبادیات قایم کرنے کا رجحان رکھتے تھے ان کو مشرق سے کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔ لزبن (Lisbon) پرتگیزی حکومت کا پایہ تخت تھا اور کسی زمانے میں اس کو یورپ کی منڈی کا درجہ حاصل تھا لیکن وہ اپنی اہمیت کھو بیٹھا تھا ۔ چناں چہ پرتگال (Portugal) اور اسپین (Spain) کے اتحاد کے بعد حکومت کی عدم دلچسپی ہندوستان میں پرتگیزی طاقت کے زوال کا سبب بنی ۔ 1588ء میں اسپین (Spain) کی جانب سے پرتگالی بحری بیڑے کو ہندوستان کے سمندری حدود سے واپس طلب کرلیا گیا تاکہ اس کو انگلستان کے خلاف روانہ کیا جاسکے ۔ اسپین کے بحری بیڑے (SpanishArmada) کو انگلستان کے مقابل شکست اٹھانی پڑی اور اس ناکامی سے ہندوستان میں پرتگیزی طاقت متاثر ہوئی جو زوال کا چوتھا سبب مانا جاتا ہے ۔ پانچواں سبب یہ تھا کہ سولہویں صدی کے آخری زمانے میں ڈچ (Dutch) اور انگریز (English) ہندوستان میں بااثر بن گئے تھے وہ پرتگیزیوں کے مقابل زیادہ طاقتور تھے ۔ اس طرح کی یوروپین (European) مخالفت کے پیش نظر پرتگیزیوں نے رفتہ رفتہ اپنی طاقت کھو بیٹھی ۔ پرتگیزیوں کی جانب سے تبدیلی مذہب اور مخلوط شادیوں (Mixedmarriages) کی وجہ سے مقامی لوگوں کی ہمدردی سے وہ محروم ہوگئے ۔ لوگ ان سے نفرت کرنے لگے اور یہ زوال کا چھٹا سبب ثابت ہوا ۔ ساتواں سبب 1565ء میں عظیم سلطنت وجیانگر کا زوال ہے جو پرتگیزیوں کے تابوت میں

آخری کیل ثابت ہوا۔ کیوں کہ وجیانگر مملکت کے ساتھ پرتگیزیوں کا زبردست تجارتی لین دین جاری تھا۔ وجیانگر کے زوال کے باعث پرتگیزی اپنے بڑے دوست سے محروم ہوگئے اور ان کا تحفظ اور تجارتی مفاد بری طرح متاثر ہوا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ واسکوڈی گاما (Vascoda gama) کا ہندوستان کا سمندری راستہ دریافت کرنا تاریخ ہند میں کیوں اہمیت کا حامل ہے ؟

2۔ سلطنت وجیانگر کے زوال نے ہندوستان میں پرتگیزی اقتدار کے امکانات پر کیا برے اثرات مرتب کئے ؟

10.3 ڈچ (Dutch)

نیدرلینڈ (Netherland) کی ڈچ قوم نے اسپین (Spain) کے فلپ دوم (PhilipII) کی نوآبادیاتی طرز حکومت کے خلاف بغاوت کی اور سولہویں صدی کے وسط میں آزادی حاصل کرلی۔

آزادی حاصل کرلینے کے فوری بعد 1602ء میں ایمسٹرڈم (Amsterdam) کے تاجروں نے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی (DutchEastIndiaCompany) قایم کی اور تجارت میں اپنی اجارہ داری (Monopoly) کو بھی قایم کرلیا۔ کمپنی کو وسیع اختیارات دیئے گئے جن میں کسی ملک کے خلاف اعلان جنگ کرنا، کسی بھی علاقے پر قبضہ کرنا اور معاہدات کو ختم کرنا شامل تھا۔ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی توجہ مشرق بعید (FarEast) کے گرم مسالوں کے جزایر (SpiceIslands) پر مرکوز کی اور ان جزایر پر اپنے قبضے کو زیادہ ترجیح دی اور وہاں کے سرداروں سے معاہدات کرکے صرف اپنی واحد اجارہ داری (Monopoly) قایم کرنے کی کوشش کی۔

جس وقت ڈچ اور انگریز ملایا کے مجمع الجزائر (Malayan Archipelago) میں داخل ہوئے تب وہ ایک دوسرے کے دوست تھے اور انھوں نے کیتھولک (Catholics) کے خلاف پروٹسٹنٹس (Protestants) کی طرف

داری کی۔ دوسری جانب کیتھولکس (Catholics) کی طرف داری اسپین (Spain) اور پرتگال (Portugal) کررہے تھے۔ لیکن جب اہل برطانیہ نے مشرق کی تجارت میں اپنی برابری کے حق کا دعویٰ کیا تب سے دونوں کے درمیان شدید دشمنی پیدا ہوئی۔ دشمنی میں اضافہ ہوتا گیا اور 1623ء میں ڈچ قوم نے (Amboyanna) کے جزیرے میں انگریزوں کو قتل کیا جس کو (Amboyanna Massacre) یعنی جزیرہ (Amboyanna) کا قتل عام کہا جاتا ہے۔ واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ چند انگریز سوداگروں نے (Amboyanna) جزیرے میں ایک مقام (Station) پر قبضہ جمانے کی سازش کی۔ ڈچ لوگوں نے اس الزام کو ثابت کرنے کی خاطر اور انگریزوں سے اقبال جرم کروانے کی خاطر اتنی سختی کی کہ اس کے نتیجہ میں دس انگریز مارے گئے۔ اس بھیانک واقعہ سے خوفزدہ ہوکر انگریز ملایا کے مجمع الجزایر (Malayan Archipelago) کو چھوڑ کر رفتہ رفتہ ہندوستان منتقل ہوگئے اور مشرق بعید (Far East) میں ڈچ تنہا رہ گئے۔ ان کا کوئی حریف نہیں رہا۔ انھوں نے ملاکا (Malacca) کو فتح کیا اور سیلون پر بھی قبضہ جمالیا۔ ڈچ انڈونیشیا پر بھی قابض ہوگئے۔ اور 1949ء تک وہاں ان کا اقتدار قایم رہا۔

ہندوستان میں کچھ مدت تک ڈچ طاقت میں تیز رفتار اضافہ ہوا۔ انھوں نے مسولی پٹنم (Masulipatnam) میں ایک کارخانہ (فیاکٹری) قایم کیا اور دوسرا کارخانہ نیلور (Nellore) کے قریب پلی کٹ (Pulicat) کے مقام پر قایم کیا اور مدراس کے ساحلی علاقے ناگاپٹنم (Nagapatnam) پر 1659ء میں قبضہ کرلیا۔ بنگال میں چن سورا (Chinsura) ان کا مرکزی مقام تھا۔

اصل سرزمین ہندوستان پر ڈچ کوئی اہم پیش قدمی نہیں کرپائے۔ اس کے تین اہم اسباب تھے۔ پہلا سبب یہ تھا کہ ڈچ تجارتی کمپنی کا اپنی مملکت سے گہرا رشتہ تھا اور اس کے مفادات یورپ کے سیاسی حالات کے تابع تھے۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ گرم مسالوں کی تجارت سے حاصل ہونے والا منافع اتنا کچھ تھا کہ وہ لوگ علاقائی فتوحات سے دور رہنے کو ہی بہتر سمجھتے تھے۔ تیسری بات یہ تھی کہ ہندوستان میں ان کی قسمت کا انحصار یورپ کی جنگوں پر منحصر تھا۔ ڈچ قوم کی ایک طرف انگلستان سے اور دوسری جانب فرانس سے کشمکش کی وجہ سے اس کے وسائل ختم ہوگئے اور ہندوستان میں اس کا موقف بالکل کمزور ہوگیا۔

10.4 برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی

اہل برطانیہ آہستہ لیکن تسلسل کے ساتھ ہندوستان میں اپنی تجارتی نوآبادیاں قایم کررہے تھے اور ہندوستان حاصل کرنے کی دوڑ میں ان کو قطعی فاتح کی حیثیت حاصل ہوئی جب کہ دوسرے یورپی ممالک اپنی کوششوں میں ناکام رہے۔ اہل برطانیہ نے تجارتی مراکز کے قایم کرنے میں اپنی قدامت پسندی کی خصوصیت کو برقرار رکھا۔ انھوں نے مقامات کے انتخاب میں دور اندیشی اور فوجی اہمیت کو پیش نظر رکھا اور ایسے ہی مقامات کو منتخب کیا جن کے سیاسی فوائد تھے۔ 1600ء سے پہلے بھی کئی لوگ انگلستان سے ہندوستان آئے تھے۔ تھامس اسٹیونس (Thomas Stevens) پہلا انگریز تھا جو 1579ء میں ہندوستان آیا اور سالسٹ (Salsette) میں ناظم کے فرائض انجام دیئے۔ وہاں سے اس نے ہندوستان کے

INSTRUCTIONAL MEDIA CENT
IMC LIBRARY

بارے میں کئی خطوط اپنے والد کو روانہ کیے۔ 1583ء میں تین انگریز سوداگر FalphRitch, JamesNewberry, Leeds Williams خشکی کے راستے سے ہندوستان آئے۔ Ralph Fitch نے سارے ہندوستان کا سفر کیا اور اپنے سفر نامے میں ہندوستان کی دولت کو واضح اور جوشیلے انداز میں بیان کیا ہے جس کی وجہ سے اہل برطانیہ کے دل میں ہندوستان آنے کا جذبہ اور خواہش پیدا ہوئی تاکہ تجارتی تعلقات قایم کیئے جاسکیں۔ مشہور برطانوی امیر البحر (Admiral) فرانسس ڈریک (Francis Drake) نے 1587ء میں ایک بڑے پرتگیزی بحری جہاز کو فتح کرلیا جس میں موجود سامان کی مالیت ایک لاکھ پونڈ (Pounds) (برطانوی سکہ) سے زیادہ کی تھی۔ انگریزوں کی اسپین کے بحری بیڑے (Spanish Armada) کے مقابلے میں کامیابی سے حوصلے اور بھی بلند ہوگئے اور یہ بات تجارتی کمپنیوں کے قیام کے سلسلے میں زبردست ترغیب ثابت ہوئی۔ 1599ء میں ڈچ نے کالی مرچ (Pepper) کی قیمت میں اضافہ کردیا کیوں کہ اس وقت تک ان کو تجارتی اجارہ داری (Monopoly) حاصل تھی یہ اضافہ تین شلنگ (Shillings) (برطانوی سکہ کا نام) سے آٹھ شلنگ (Shillings) تک کردیا گیا۔ اہل برطانیہ کے نزدیک کالی مرچ کی کافی اہمیت تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ کالی مرچ (Pepper) کو (Black gold) کالا سونا کہتے تھے۔ ان حالات میں اہل برطانیہ راست تجارتی تعلقات کا قیام چاہتے تھے تاکہ گرم مسالے (Spices) سستے داموں میں حاصل کرسکیں۔

لندن (London) کے چند سوداگروں پر مشتمل ایک جماعت نے ایک کمپنی تشکیل دی اور حکومت برطانیہ سے مشرق (East) کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت مانگی۔ 31 ڈسمبر 1600ء کو ملکہ برطانیہ ایلزبتھ (Queen Elizabeth) نے ایک منشور، چارٹر (Charter) کے ذریعہ اجازت عطا کی۔ اس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) وجود میں آئی۔ یہ خالص خانگی کمپنی تھی جو حصہ داروں سے حاصل شدہ رقم سے کاروبار چلاتی تھی۔ بعض مرتبہ منافع کی شرح (500) پانچسو تا چھ سو (600) فیصد بھی رہی۔ کمپنی کے انتظامات ایک گورنر (Governor) کے ذمہ تھے۔ حصہ داروں میں سے چوبیس (24) اراکین کی ایک منتخبہ (Elected) کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو کمپنی کے امور میں گورنر کی مدد کرتی تھی۔ 1600ء سے 1612ء تک علاحدہ علاحدہ طور پر سمندری سفر کیئے گئے اور انفرادی سمندری سفر کی تکمیل پر تجارتی منافع حصہ داروں کے درمیان تقسیم کیا جاتا تھا۔ بعد میں انفرادی سمندری سفر کا طریقہ ختم کردیا گیا اور مستقل طور پر جوائنٹ اسٹاک (JointStock) یعنی مشترکہ سرمایہ کاری کے طریقہ کو اختیار کیا گیا۔ ابتداء میں انگریزوں نے ہندوستان پر توجہ نہیں دی۔ گرم مسالوں کے جزایر (Spice Islands) ان کی دلچسپی کا مرکز تھے لیکن ڈچ Dutch قوم سے خوفناک دشمنی اور 1623ء کے جزیرہ Amboyana Massacre میں ہوئے قتل و غارتگری کے واقعہ کے پیش نظر انگریزوں نے ان جزایر کا تخلیہ کردیا اور ہندوستان کی اصل سرزمین کی طرف توجہ دینا شروع کی۔

ہندوستان میں اہم برطانوی نوآبادیات (Settlements) یہ تھیں۔

10.4.1 سورت (Surat)

سب سے پہلے برطانوی نوآبادی مغربی ساحل پر قایم کی گئی۔ ایک برطانوی کپتان جس کا نام ہاکنس (Hawkins) تھا جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا تاکہ انگریز قوم کے لیے چند مراعات حاصل کرسکے لیکن پرتگیزیوں کے

تخریبی اور مخالفانہ اثر کی وجہ سے ہاکنس (Hawkins) اپنے مقصد میں ناکام رہا اور شہنشاہ کی طرف سے رعاتیں حاصل نہ کرسکا۔ 1615ء میں انگلستان کے بادشاہ جیمز اول (JamesI) نے سرطامس رو (SirThomosRoe) کو شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں سفیر بناکر روانہ کیا۔ اس وقت تک مغلیہ دربار میں پرتگیزی اثر اور رسوخ بڑی حد تک زوال پذیر ہوچکا تھا۔ اس کی اہم وجہ مغربی ساحل پر سمندری لڑائی میں انگریز کمانڈر کیپٹن بسٹ (Captain Best) کے ہاتھوں پرتگیزیوں کی شکست تھی۔ سرطامس رو (Sir Thomas Roe) کو جہانگیر کے دربار سے معافی محصول کے ساتھ سورت (Surat) میں تجارت کی اجازت مل گئی۔ اس طرح سورت (Surat) پہلا تجارتی مرکز تھا جو اہل برطانیہ کو حاصل ہوا۔ 1622ء میں سورت (Surat) کے انگریزوں نے پرتگیزیوں کے خلاف ایک فوج روانہ کی اور (Ormuz) پر پرتگیزیوں کو شکست دے کر اس علاقہ پر اپنا قبضہ جمالیا۔

10.4.2 مسولی پٹنم (Masulipatnam)

انگریزوں نے مشرقی ساحل مسولی پٹنم پر ایک فیاکٹری تعمیر کی۔ یہ واقعہ 1613ء کا ہے جس کی اجازت ایک زرین فرمان (حکم شاہی) (Golden Farman) کے ذریعہ گولکنڈہ کے نواب سے حاصل کی گئی تھی۔ لیکن ابتدائی مراحل میں ڈچ (Dutch) مخالفت کے باعث انگریز اپنی توقعات پوری نہ کرسکے۔

10.4.3 مدراس (Madras)

فرانسس ڈے (Francis Day) مسولی پٹنم کی فیاکٹری کونسل کا ایک رکن تھا۔ اس نے ہندوستان میں ایک مقام کا انتخاب کیا اور اس علاقے کو 1639ء میں چندراگری (Chandragiri) کے راجا سے خرید لیا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں پر آج مدراس کا شہر واقع ہے۔ وہاں پر ایک قلعہ تعمیر کیا گیا اور اس کو قلعہ سینٹ جارج (Fort St. George) کے نام سے موسوم کیا گیا۔ 1652ء میں مدراس کو ترقی دے کر پریسیڈنسی (Presidency) یعنی مجلس حاکمہ کا درجہ دیا گیا مدراس کی برطانوی نوآبادی نے اس علاقہ میں بلدیہ کے ادارے (Municipal Corporation) قائم کیے۔ اس طرح مدراس جلد وسیع اور بااثر علاقے میں تبدیل ہوگیا۔

10.4.4 کلکتہ (Calcutta)

1633ء سے مشرق میں برطانیہ کی چھوٹی تجارتی فیاکٹریاں (کارخانے) موجود تھے۔ لیکن ہری ہرپورہ (Hariharopore) میں بلسور (Balosore) حاصل کرلینے کے بعد ہگلی (Hughli) کے مقام پر ایک کارخانہ 1651ء میں قائم کیا گیا۔ کلکتہ کو ایک بڑے تجارتی مرکز کا موقف حاصل ہوا اور کچھ مدت تک اس کو انگریزوں کے پایہ تخت کا درجہ بھی حاصل رہا۔ شہنشاہ اورنگ زیب کی جانب سے ایک برطانوی سرجن (Surgeon) (Gabriel Boughton) کو ایک بڑی اراضی بطور تحفہ دی گئی تھی کیوں کہ اس کے علاج سے شاہی خاندان

کے کچھ لوگ صحت یاب ہوئے تھے ۔ تحفہ ملی ہوئی اس اراضی پر انگریزوں نے شہر کلکتہ کی تعمیر کی ۔ 1687ء میں (Job Charnock) ایک برطانوی انجینیر نے شہر تعمیر کرنے کی بنیاد رکھی فورٹ ولیم Fort William تعمیر کیا گیا اور کمپنی نے چند پڑوسی دیہات بھی حاصل کیئے ۔ جن میں Sutanuti,Govindapur,kalikata قابل ذکر ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ کلکتہ کا نام شہر میں شامل ایک دیہات (Kalikata) سے بنایا گیا ہے ۔ کلکتہ کے علاوہ فالٹا (Falta) اور قاسم بازار بھی ابتدائی برطانوی تجارت کے بڑے مراکز تھے ۔

10.4.5 بمبئی، ممبائی (Bombay)

مرہٹوں کے حملوں کے باعث سورت (Surat) میں ہمیشہ انگریز اپنے کو غیر محفوظ محسوس کرتے تھے ۔ بمبئی جس کا اس وقت جدید نام ممبائی ہے ۔ 1667ء میں انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی (British East India Company) کے تحت آیا ۔ یہ شہنشاہ برطانیہ چارلس دوم (Charles II) سے پٹہ (Lease) پر حاصل کیا گیا۔ ممبائی پرتگیزیوں کی جانب سے چارلس دوم کو جہیز (dowry) میں دیا گیا تھا کیوں کہ چارلس دوم کی شادی پرتگیزی شہزادی کیتھراین برگنزا (Catherine Braganza) سے ہوئی تھی۔ سورت (Surat) کی فیاکٹری (Factory) کے صدر آکسن ڈن (Oxeenden) نے ممبائی کی ترقی میں خصوصی دلچسپی لی اور اس کو ترقی دے کر مغربی ساحل کا بڑا تجارتی مرکز بنا دیا۔ بمبئی کو پریسیڈنسی (Presidency) مجلس حاکمہ کا بھی درجہ حاصل ہوا۔

اہل برطانیہ کے چھوٹے چھوٹے تجارتی مراکز کئی اور مقامات پر بھی قایم تھے مثلاً کڈالور (Cuddalore) جہاں پر انہوں نے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا جو قلعہ سینٹ ڈیوڈ (Fort St.David) کے نام سے مشہور ہوا ۔ اس کے علاوہ وشاکھاپٹنم (Visakhapatnam) میں بھی انگریزوں کا ایک تجارتی مرکز تھا۔

10.5 فرانسیسی (French)

پرتگیزیوں، ڈچ اور انگریزوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرانسیسیوں نے بھی مشرق سے تجارت کی خاطر ایک تجارتی کمپنی قائم کی۔ 1611ء میں فرانس کے بادشاہ لوی سیزدہم (Louis XIII) نے فرانسیسی تجارتی کمپنی کے قیام کے لیے ایک سرکاری دستاویز کے ذریعہ اجازت عطا کی ۔ لیکن کمپنی کے قیام کی کوشش ناکام ہوگئی۔ 1664ء میں لوی چہاردہم (Louis XIV) کے وزیر کالبرٹ (Colbert) نے پہلی فرانسیسی تجارتی کمپنی قائم کی۔ حکومت فرانس نے اس تجارتی کمپنی کے مفادات کی دیکھ بھال کے لیے ایک خاکہ (Project) بنایا۔ اور اس کی ترقی میں گہری دلچسپی لی۔ فرانس کیرن (Francies Caron) نے 1667ء میں پہلا فرانسیسی تجارتی مرکز سورت (Surat) کے مقام پر قائم کیا دو سال بعد مسولی پٹنم (Masulipatnam) کے مقام پر ایک اور فرانسیسی فیاکٹری (Factory) قائم کی گئی۔ کیرن نے گولکنڈہ کے نواب (حاکم) سے فرانسیسی مال کی تجارت پر سے درآمد اور برآمد کا محصول معاف کروالیا۔

کیرن (Caron) کے بعد 1672ء میں مارٹن (Martin) کو ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات کا ناظم اعلا (Director General) مقرر کیا گیا۔ ہندوستان میں فرانسیسی طاقت کی بنیاد رکھنے والا اصل شخص مارٹن ہی مانا جاتا ہے۔ مارٹن نے کرناٹک کے نواب (حاکم) سے مشرقی ساحل پر ایک خطہ اراضی (Piece of Land) حاصل کیا۔ یہ مقام کڈالور (Cuddalore) سے (15) پندرہ میل دور شمال میں واقع تھا۔ اس مقام پر ایک شہر تعمیر کیا گیا جس کو پڈوچیری (نیا شہر) (Puducheri) کا نام دیا گیا۔ جو عام طور پر پانڈیچری (Pondicherry) کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ مقام بعد میں ہندوستان میں فرانسیسیوں کا پایہ تخت بنایا گیا۔ چندرانگور (Chandranagore) میں بھی فرانسیسی نوآبادیات موجود تھیں۔ اس کے علاوہ بلاسور (Balasore) اور قاسم بازار میں بھی فرانسیسی موجود تھے۔ ساحل ملابار (Malabar Coast) پر ماہی (Mahe) اور مشرقی ساحل (East Coast) پر کاریکل (Karaikal) فرانسیسیوں نے 1739ء میں حاصل کیا۔ اس طرح 1740ء میں ہندوستان میں ایک بڑی طاقت کی حیثیت سے ان کا شمار کیا جاتا تھا۔

پانڈیچری (Pondichery) میں فرانسیسی طاقت کے عروج کے ساتھ شمال میں ان کے اثر اور رسوخ (Influence) میں قابل لحاظ حد تک کمی ہوگئی۔ 1714ء میں سورت (Surat) ان کے ہاتھ سے نکل گیا اور مسولی پٹنم (Masulipatnam) بھی ترقی سے محروم رہا۔ چندرا ناگور (Chandranagore) میں انگریزوں اور ڈچ ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔ 1742ء میں ڈوپلے (Dupleix) کو پانڈیچری کا گورنر مقرر کیا گیا اور اس کا دور فرانسیسی کمپنی کے لیے سیاسی مہمات (Political adventure) اور فتوحات کے لیے مشہور ہے۔ اس کے نتیجے میں انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی (British East India Company) سے ایک طویل کشمکش شروع ہوگئی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3۔ ہندوستان میں اہم اور ابتدائی برطانوی نوآبادیات کونسی تھیں ؟

- ______________________________
- ______________________________
- ______________________________
- ______________________________

4۔ ہندوستان میں فرانسیسی طاقت کے اہم مراکز کونسے تھے ؟

- ______________________________
- ______________________________
- ______________________________
- ______________________________
- ______________________________

10.6 خلاصہ

1۔ 1498ء میں واسکوڈی گاما (Vascoda Gama) نے ہندوستان کا سمندری راستہ دریافت کیا۔ جس کے سبب ہندوستان کی تاریخ کا دھارا بدل گیا۔

2۔ پرتگیزی (Portuguese) وہ پہلے یورپی باشندے تھے۔ جنھوں نے ہندوستان میں نوآبادیات قائم کیں۔ لیکن ان کی طاقت اور اثر و رسوخ (Influence) میں 16ویں صدی کے آخری زمانے سے زوال آنا شروع ہوا۔

3۔ ڈچ (Dutch) کو ہندوستان میں داخل ہونے والی دوسری قوم کا درجہ حاصل ہے۔ ان کا اصل مرکز بنگال کا ایک مقام (Chinsura) تھا۔

4۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام 31 دسمبر 1600ء کو عمل میں آیا۔ اہم انگریزی نوآبادیات میں سورت (Surat)، مسولی پٹنم (Masulipatnam)، مدراس، کلکتہ، اور بمبئی (جدید نام ممبائی) کا شمار کیا جاتا تھا

5۔ انگریزوں کی آمد کے بعد فرانسیسی ہندوستان آئے۔ ان کی طاقت کا اہم مرکز پانڈیچری (Pondicherry) تھا۔

10.7 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ واسکوڈی گاما (Vascoda Gama) کی طرف سے ہندوستان کے سمندری راستے کی دریافت کو تاریخ ہند میں بڑی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ اس کے ذریعہ مغربی قوموں کے لیے ہندوستان کے دروازے کھل گئے۔ پہلے تجارت اور پھر سیاسی قیادت (Political hegemony) کے قائم کرنے کا موقع حاصل ہوا۔

2۔ وجیانگر (Vijayanagar) کی مملکت کا زوال پرتگیزیوں پر بری طرح اثر انداز ہوا۔ کیوں کہ وجیانگر کے حکمراں پرتگیزی تجارت میں بڑے مددگار تھے۔

3۔ سورت، مسولی پٹنم، مدراس، کلکتہ اور ممبائی وہ پہلے مقامات تھے جہاں پر اہل برطانیہ کی نوآبادیاں قائم ہوئیں۔

4۔ پانڈیچری، مسولی پٹنم اور چندرانگر (Chandranagar) فرانسیسی طاقت کے اصل مراکز تھے۔

10.8 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ حسب ذیل سوالات کے جوابات تیس (30) سطروں میں دیجیے۔

1۔ وہ کونسے اسباب تھے جو ہندوستان میں یورپی نوآبادیات کے قیام کے محرک بنے؟

2۔ ہندوستان میں ابتدائی برطانوی نوآبادیات اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کا جائزہ لیجیے۔

3۔ پرتگیزیوں نے ہندوستان کو نوآبادیاتی بنانے کے لیے کیا اقدامات کیئے ۔ گورنروں نے کیا حکمت عملی اختیار کی اور کس حد تک کامیاب رہے ؟

II۔ حسب ذیل کے جوابات (15) سطروں میں دیجیے ۔

1۔ اٹھارویں صدی میں، ہندوستان میں پرتگیزی اقتدار کا حال بیان کرو۔

2۔ وہ کیا اسباب تھے جو ہندوستان میں پرتگیزیوں کی طاقت کو کمزور بنانے کا باعث بنے ؟

3۔ اٹھارویں صدی میں فرانسیسی اقتدار کا ہندوستان میں کیا موقف تھا ؟

10.9 سفارش کردہ کتابیں

Bipan Chandra	*Modern India*
Dodwell	*Cambridge History of India Vol.V*
Malleson, G.B.	*History of the French in India*
Mukherjee, Ramakrishna	The Rise and fall of the East India Company
Sen, S.P.	*The French in India*
Spear, Perceival	*History of India Vol.II*

مصنف : کے ۔ ایس ۔ ایس ۔ سیشن

اکائی 11 ہندوستان میں برطانوی فتوحات
1748 تا 1856

ساخت

11.0 مقاصد

11.1 تمہید

11.2 انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین جنوب میں رقابت

11.2.1 پہلی جنگ کرناٹک

11.2.2 دوسری جنگ کرناٹک

11.2.3 تیسری جنگ کرناٹک

11.3 بنگال پر انگریزوں کا قبضہ

11.3.1 جنگ پلاسی

11.3.2 جنگ بکسر

11.4 ہندوستان میں برطانوی طاقت کا عروج

11.4.1 وارن ہسٹنگز (Warren Hastings) کی فتوحات

11.4.2 کارنوالس (Cornwallis) اور تیسری جنگ میسور

11.4.3 ولزلی (Wellesley)

11.4.4 عہد معاونت (Subsidiary Alliance Systems)

11.5 ہیسٹنگز (Hastings)

11.6 ڈلہوزی (Dalhousie) اور اصول بازگشت یا دیسی ریاستوں کے الحاق کا اصول (Doctrine of Lapse)

11.7 خلاصہ

11.8 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

11.9 نمونہ امتحانی سوالات

11.10 سفارش کردہ کتابیں

11.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ یہ جاننے کے قابل ہوجائیں گے کہ انگریز حسب ذیل اسباب کے ذریعہ ہندوستان میں اپنا اقتدار اعلیٰ (Paramountcy) قائم کرنے کے قابل ہوئے۔

1۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جنگیں (کرناٹک کی جنگیں)

2۔ انگریزوں اور میسور کے درمیان جنگیں اور مرہٹہ جنگیں

3۔ ولزلی (Wellesley) کا بنایا ہوا عہد معاونت (Subsidiary AllianceSystem)

4۔ڈلہوزی (Dalhousie) کی فتوحات اور دیسی ریاستوں کے الحاق کی حکمت عملی (Doctrine of Lapse)

11.1 تمہید

یورپی طاقتیں صرف تجارت کی غرض سے ہندوستان آئی تھیں اور اس غرض سے ہندوستان میں تجارتی مراکز بھی قائم کئے گئے۔ ہر یورپی طاقت زیادہ منافع حاصل کرنے کی خواہش میں تجارت پر اپنی اجارہ داری (Monopoly) قائم کرنے کی آرزو مند تھی۔ اس کی وجہ سے ان کے درمیان اختلافات اور جھگڑے پیدا ہوئے۔ فرانس اور انگریز نہ صرف تجارت پر اپنی بالادستی کو قائم رکھنا چاہتے تھے بلکہ یہ دونوں زیادہ سے زیادہ علاقوں کو بھی حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کی برتری برقرار رہے۔ اس کے نتیجہ میں سرزمین دکن پر وہ شدید کشمکش کا شکار ہوئے۔ بنگال میں انگریزوں کی جنگ پلاسی (Plassey) میں کامیابی سے انگریزی اقتدار کی بنیاد پڑگئی۔ مختلف گورنر جنرل جو ایک دوسرے کے جانشین ہوئے برطانوی برتری کو وسعت دینے کا موجب بنے۔

11.2 انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جنوب میں رقابت

اٹھارویں صدی کی ابتداء ہی سے سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوگیا۔ برطانیہ کے لیے شمالی علاقہ میں اپنا سیاسی اثر اور اپنی طاقت کو قائم کرنا مشکل تھا کیوں کہ مرہٹوں اور نواب علی وردی خاں کی موجودگی میں انگریز قوم کے لیے میدان محدود تھا۔ لیکن جنوبی ہند میں دکن کے صوبیدار نظام الملک کے انتقال کے بعد برطانیہ کے لیے حالات سازگار ہوگئے۔ مقامی حکمرانوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے فائدہ حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ جنوبی ہند میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان حصول اقتدار کی کشمکش کے باعث تین کرناٹک کی جنگیں (Three Carnatic Wars) وقوع پذیر ہوئیں۔ پہلی اور تیسری جنگ کرناٹک کی اہم وجہ یہ تھی کہ انگلستان اور فرانس آسٹریا کی جنگ جانشینی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34

(Austrian War of Succession) میں دو علاحدہ علاحدہ فریقوں کی تائید کررہے تھے اور پھر یورپ میں جنگ ہفت سالہ (Seven Years War) بھی انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین ہوئی۔ اس کے اثرات ہندوستان میں بھی ان قوموں کے تعلقات کو بگاڑنے کا باعث بنے ۔ دوسری جنگ کرناٹک انگریزوں اور فرانسیسیوں کی حیدرآباد اور ارکاٹ (Arcot) کے معاملات میں دخل اندازی کے سبب ہوئی۔

11.2.1 پہلی جنگ کرناٹک 1744 تا 1748

یورپ میں آسٹریا کی جنگ جانشینی کا آغاز مارچ 1740ء میں ہوا۔ اس کے سبب ہندوستان میں بھی انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان دشمنی بڑھ گئی۔ برطانوی سمندری فوج بارنٹ (Barnett) کی سرکردگی میں ہندوستان پہنچی تاکہ برطانوی حکام (Authorities) کو مدد پہنچاسکے ۔ دوسری طرف پانڈیچری (Pondicherry) کے فرانسیسی گورنر (Dupleix) نے ماریشس (Mauritius) کے فرانسیسی گورنر (De la Bourdonnais) سے مدد کی درخواست کی۔ دیوپلے (Dupleix) خود اپنی فوج کے ساتھ پانڈیچری سے خشکی کے راستے کے ذریعے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ 21 سپتمبر 1746ء کو فرانسیسیوں نے انگریزوں پر حملہ کیا اور مدراس (Madras) پر قبضہ کرلیا۔

ارکاٹ (Arcot) کے حاکم نواب انورالدین نے ایک بھاری فوج فرانسیسیوں سے مدراس کو واپس حاصل کرنے کے لیے روانہ کی۔ ارکاٹ کی فوج قلعہ پر حملہ آور ہوئی لیکن کیپٹن پراڈائیز (Pradise) نے ایک مختصر فوج کے ساتھ نواب کی فوجوں کو دریائے (Adayar) کے کنارے سینٹ تھامے (St.Thome) کے مقام پر شکست دی اور مدراس پر فرانسیسی قبضہ برقرار رہا۔ 1748ء میں عہد نامہ Aix-la-Chapalle کے ذریعہ آسٹریا کی جنگ جانشینی (Austrian War of Succession) خاتمہ کو پہنچی۔ عہد نامہ کے شرائط میں ایک شرط مدراس کی انگریزوں کو واپسی سے تعلق رکھتی تھی۔ چنانچہ مدراس انگریزوں کے حوالے کردیا گیا۔

11.2.2 دوسری جنگ کرناٹک 1749 تا 1754ء

پہلی جنگ کرناٹک میں کامیابی سے دیوپلے (Dupleix) کے عزائم اور سیاسی خواہش اور بھی تیز ہوگئی۔ وہ مقامی ریاستوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کے ذریعہ برطانوی اثر اور رسوخ (Influence) کو کم کرنا چاہتا تھا۔ حیدرآباد اور ارکاٹ (Arcot) میں ہونے والی تبدیلیوں اور واقعات نے فرانسیسی مداخلت کے لیے مواقع فراہم کئے ۔

1748ء میں حیدرآباد کے نظام، نظام الملک کے انتقال پر ان کے لڑکے ناصر جنگ اور نواسے مظفر جنگ کے درمیان خانہ جنگی کا آغاز ہوا۔ اور اسی زمانے میں چندا صاحب جو ارکاٹ کے مرحوم نواب دوست علی کا داماد تھا انورالدین کے خلاف سازشیں تیار کرنے میں مصروف ہوگیا۔ انورالدین حیدرآباد کے نظام کی جانب سے ارکاٹ کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ چندا صاحب نے ارکاٹ کا تخت حاصل کرنے کی خاطر دیوپلے (Dupleix) سے مدد حاصل کی۔ (یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کرناٹک کے نواب کو ارکاٹ کا نواب بھی کہا جاتا تھا)

ڈیوپلے (Dupleix) نے مظفر جنگ کو کرناٹک آنے کی دعوت دی تاکہ مسائل کو حل کیا جاسکے ۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ ناصر جنگ سے بھی بعد میں بات چیت کرے گا ۔ 1749ء ڈیوپلے (Dupleix) مظفر جنگ اور چندا صاحب نے مشترکہ طور پر حملہ کرکے جنگ امبر (Battle of Ambur) میں انور الدین کو ہلاک کردیا ۔ چندا صاحب کرناٹک کے نواب بن گئے ۔ اس وقت انگریز زیادہ طاقتور نہیں تھے لیکن وہ خاموش نہیں رہے ۔ انھوں نے تنجور (Tanjore) کے راجا کی ڈیوپلے (Dupleix) اور مظفر جنگ کے خلاف ہمت افزائی کی ۔ انگریزوں نے حیدرآباد سے ناصر جنگ کو طلب کیا تاکہ ڈیوپلے (Dupleix) کی طاقت پر روک لگائی جاسکے ۔ انگریزوں کا ارادہ ناصر جنگ کو حیدرآباد میں اور انور الدین کے لڑکے محمد علی کو کرناٹک میں اقتدار پر لانے کا تھا ۔ انگریزوں کی دعوت پر ناصر جنگ کرناٹک پہنچے لیکن 1753ء کی جنگ میں وہ مارے گئے اور مظفر جنگ کے نظام حیدرآباد ہونے کا اعلان کیا گیا اور چندا صاحب کرناٹک کے غیر متنازعہ نواب بن گئے ۔ ڈیوپلے کو جنوب میں حیدرآباد کے نظام کا نمائندہ مان لیا گیا اور اس کو پانڈیچری کے قریب Villianallur نامی ایک گاؤں انعام یعنی صلے کے طور پر دیا گیا نہ صرف یہ بلکہ ڈیوپلے صاحب "Dupleix Sahib" کے خطاب سے نوازا گیا ۔ مظفر جنگ 1751ء میں پانڈیچری سے حیدرآباد کے لیے روانہ ہوئے ۔ ان کے ہمراہ ایک فرانسیسی فوجی دستہ جنرل بسی (GeneralBussy) کی سرکردگی میں ہم سفر تھا ۔ حیدرآباد آتے ہوئے کڑپہ (Cuddapah) کے قریب وہ قتل کردیئے گئے ۔ بسی (Bussy) اپنی فوج کے ساتھ حیدرآباد پہنچا اور اس نے ناصر جنگ کے چھوٹے بھائی صلابت جنگ کو حیدرآباد کا نظام بنادیا ۔ صلابت جنگ نے شمالی سرکار (NorthernCircars) کے اضلاع گنجام، وشاکھاپٹنم، گوداوری اور کرشنا فرانسیسیوں کے حوالے کردیئے اور فرانسیسی طاقت کو ہر دو مقامات یعنی کرناٹک اور حیدرآباد میں اقتدار (Domination) حاصل ہوگیا ۔

رابرٹ کلائیو نے اچانک کایا پلٹ دی اور حالات فرانسیسیوں کے خلاف ہوگئے ۔ اس نے ارکاٹ کی فوجوں کو پہلی بار ارنی (Arni) اور دوسری بار کاوری پاک (Kaveripak) کے مقام پر شکست دی ۔ اس لڑائی میں تنجور (Tanjore) کے راجا نے چندا صاحب کو قتل کردیا ۔ ترچناپلی (Trichinopoly) میں فرانسیسیوں کی ناکامی سے ڈیوپلے (Dupleix) کی قسمت پر مہر لگ گئی اور فرانسیسی کمپنی کے نظما (Directors) نے اس کو 1754ء میں اس کی خدمت سے ہٹادیا اور اس کی جگہ ایک دوسرے شخص Godeheu کو مامور کیا جس نے برطانیہ سے ایک معاہدہ کیا ۔ صلابت جنگ کو حیدرآباد کا نظام تسلیم کرلیا گیا اور کرناٹک میں محمد علی کو نواب بنایا گیا ۔ ڈیوپلے (Dupleix) کے ہندوستان سے رخصت ہونے کے ساتھ ہی فرانسیسی طاقت کو بھی زوال آگیا ۔

11.2.3 تیسری جنگ کرناٹک

پہلی جنگ کرناٹک کی طرح تیسری جنگ کرناٹک بھی براعظم یورپ میں انگلستان فرانس دشمنی کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئی ۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان یورپ میں ہفت سالہ جنگ (SevenyearsWar) کا آغاز ہوا اور اس کے نتیجہ میں ہندوستان میں بھی دونوں کمپنیوں کے درمیان مخالفانہ احساسات بڑھتے گئے ۔ فرانسیسی حکومت

نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی ایک پر عزم کوشش کی اور ایک طاقتور فوج کو کونٹ ڈی لالی (Count de Lally) کی سر کردگی میں ماہ اپریل 1757ء میں ہندوستان روانہ کی ۔

کونٹ ڈی لالی (Count de Lallly) نے 1758ء میں سینٹ ڈیوڈ کا قلعہ (Fort St.David) فتح کرلیا ۔ وہ تنجور (Tanjore) پر حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا جس کی وجہ سے فرانسیسی ساکھ (Reputation) کو نقصان پہنچا ۔ لالی (Lally) نے اپنا اگلا نشانہ مدراس مقرر کیا ۔ چناں چہ اس نے بسی (Bussy) کو حیدرآباد سے اپنے ہاں طلب کیا ۔ یہ لالی (Lally) کی بہت بڑی غلطی تھی کیوں کہ بسی (Bussy) کے حیدرآباد چھوڑنے کی وجہ سے حیدرآباد میں فرانسیسیوں کا موقف کمزور پڑگیا اور انگریزوں نے شمالی سرکار (Northern Circars) کے اضلاع پر قبضہ جمالیا ۔ 1760 میں وانڈی واش (Wandi Wash) کے مقام پر ایک فیصلہ کن جنگ لڑی گئی ۔ جس میں انگریز فوج کے سپاہ سالار سر آیر کوٹ (Sir Eyre Coote) نے لالی (Lally) اور بسی (Bussy) کی مشترکہ فوجوں کو شکست دی ۔ پانڈیچری (Pondichery) پر بھی انگریز فاتح رہے ۔ ماہے (Mahe) اور جنجی (Jingi) سے بھی فرانسیسیوں کو محروم ہونا پڑا اور ہندوستان میں فرانسیسیوں کا مکمل خاتمہ ہوگیا۔

1763ء میں صلح نامہ پیرس (Treaty of Paris) کے ذریعہ یورپ کی ہفت سالہ جنگ (Seven years War) کا خاتمہ ہوا اور ہندوستان میں فرانسیسی نوآبادیات بحال کردی گئیں لیکن شرط یہ عائد کی گئی کہ وہ نہ تو اپنے پاس فوج رکھیں گے اور نہ تو قلعہ بندی کی جائے گی ۔ بلکہ صرف تجارتی مراکز کے طور پر اپنے علاقوں کا استعمال کریں گے ۔ انگریزوں نے ہندوستان کی تجارت پر اپنی برتری قائم کرلی اور اپنے تمام یورپی حریفوں سے چھٹکارا پالیا اور اس کے بعد انھوں نے اپنی پوری توجہ ہندوستان کو فتح کرنے پر مرکوز کردی ۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ یورپی اقوام میں، کس قوم نے ہندوستان کی ریاستوں کے معاملات میں سیاسی مداخلت شروع کی ؟

....

....

....

....

2۔ کرناٹک کی جنگوں میں برطانیہ کی فتح کے کون ذمہ دار ہیں ؟

....

....

....

....

11.3 بنگال پر برطانیہ کا قبضہ

1756ء میں بنگال کے نواب علی وردی خاں کے انتقال پر ان کا نواسہ سراج الدولہ تخت نشین ہوا وہ (23) برس کا نوجوان تھا جو بنگال میں انگریزوں کی موجودگی کو نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کے زمانے میں انگریزوں نے کلکتہ کے مقام پر قلعہ بندی کی اور قلعہ ولیم (Fort William) کی دیواروں پر بندوقیں بھی نصب کیں نہ صرف یہ بلکہ انگریزوں نے سیاسی مجرموں کو بھی اپنے پاس پناہ دی۔ ان واقعات کے باعث سراج الدولہ مشتعل ہوگیا۔ کیوں کہ اسی کی مملکت میں اس کی حاکمیت کی خلاف ورزی کی جارہی تھی۔ سراج الدولہ نے انگریزوں پر حملہ کردیا۔ اس نے قاسم بازار کی انگریزوں کی فیاکٹری اپنے قبضہ میں کرلی اور جون 1756ء میں کلکتہ کی سمت پیش قدمی کی۔ کلکتہ کی لڑائی میں بے شمار انگریز نواب کی فوج کے قیدی بنالیے گئے۔ ایک سو چھیالیس (146) انگریز قیدیوں کو ایک اٹھارہ فیٹ (18) لمبے اور چودہ (14) فیٹ چوڑے کمرے میں بند کردیا گیا۔ یہ واقعہ 20 جون کا ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ دوسرے دن صبح میں جب کمرہ کھولا گیا تو زندہ بچ نکلنے والوں کی تعداد صرف (23) ہی تھی باقی قیدی دم گھٹنے کی وجہ سے موت کا شکار ہوچکے تھے۔ یہ (Indent) واقعہ عام طور پر کالی کوٹھری کے واقعہ "(Black Hole Tragedy) کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس واقعہ کو ایک من گھڑت کہانی کا درجہ دیتے ہیں جو (J.I.Holwell) ہال ول کی جانب سے بنائی گئی تھی۔ جو لوگ اس واقعہ پر یقین نہیں کرتے ان کا کہنا ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ (146) لوگ 18 فیٹ لمبے اور 14 چودہ فیٹ چوڑے کمرے میں سماسکیں۔ دوسری بات یہ پیش کی جاتی ہے کہ کلایو (Clive) کی اس سانحہ پر خاموشی سارے واقعہ کو شکوک بنادیتی ہے۔ اس واقعے کے فرضی کہانی ہونے کی تیسری اور آخری دلیل یہ ہے کہ قیدیوں کے ناموں کا انکشاف نہیں کیا گیا قیدیوں کے ناموں کا نہ ملنا اس سارے واقعہ کو بے وقعت اور خیالی بنادیتا ہے۔

11.3.1 جنگ پلاسی 23 جون 1757ء

کلکتہ میں انگریزوں کی شکست کی خبر مدراس پہنچتے ہی فوری رابرٹ کلایو (Robert Clive) کی سرکردگی میں ایک فوج بنگال روانہ کی گئی اور اس کے علاوہ ایک بحری فوج (Naval force) امیرالبحر (Admiral) واٹ سن (Watson) کی نگرانی میں بھیجی گئی اور کلکتہ 1757ء کی ابتداء میں فتح کرلیا گیا۔ اور نواب (حاکم) پر دباؤ ڈالا گیا۔ نیز وہ بنگال کے تمام انگریزی مقبوضات کو بحال کرنے کے لیے بھی رضامند ہوگیا۔

رابرٹ کلایو (Robert Clive) نے ایک سازش تیار کی جس کا مقصد سراج الدولہ کو اقتدار سے بے دخل کرنا تھا۔ اس سازش میں نواب کی فوجوں کا سپاسالار اعلی میر جعفر اور کئی دوسرے عہدہ دار شریک تھے۔ سازش کے ذریعہ میر جعفر کو بنگال کا نواب بنانا طے کیا گیا اور اس کے معاوضے میں میر جعفر نے کمپنی کے عہدہ داروں کو انعام دینے اور کمپنی کے پچھلے نقصانات کی تلافی کرنے سے اتفاق کرلیا۔ اس سارے سازشی معاملے میں پنجاب کے ایک ساہوکار (Money Lender) کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جس کا نام امین چند (Amin Chand) تھا جو رابرٹ

کلایو اور میر جعفر کا درمیانی آدمی تھا۔ امین چند (Amin Chand) نے اپنی خدمات کے معاوضہ کے طور پر رابرٹ کلایو سے بنگال کے خزانہ میں جمع شدہ رقم کا 5% پانچ فیصد بطور کمیشن طلب کیا۔ اس مطالبے کے بعد رابرٹ کلایو نے امین چند (Amin Chand) کے خلاف ایک سازش تیار کی۔ کلایو نے دو عہد نامے تیار کئے۔ جس میں سے ایک اصلی تھا اور دوسرا جعلی۔ واٹسن (Watson) نے جعلی عہد نامے پر دستخط کرنے سے انکار کردیا۔ کلایو نے جعلی عہد نامے پر خود (Watson) واٹسن کی دستخط ثبت کیئے۔

رابرٹ کلایو نے تین ہزار دو سو (3200) کی فوج کے ساتھ مرشد آباد کی سمت پیش قدمی کی جو بنگال کا پایہ تخت تھا۔ سراج الدولہ کے پاس پچاس ہزار (50,000) فوج تھی جس کا سپا سالار میر جعفر تھا جو پہلے ہی سے انگریزوں سے خفیہ اتحاد کرچکا تھا۔ دونوں فوجیں 23 جون 1757ء کو پلاسی (Plassey) کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل ہوگئیں۔ پلاسی کی جنگ صرف برائے نام جنگ تھی سراج الدولہ کی فوج کا بڑا حصہ دھوکہ بازوں پر مشتمل تھا جنھوں نے لڑائی میں عملا کوئی حصہ نہیں لیا۔ میر جعفر میدان جنگ میں ایک تماشائی بنا رہا۔ سراج الدولہ کو گرفتار کرکے قتل کردیا گیا۔

میر جعفر کو بنگال کا نواب بنادیا گیا۔ اور اس نے انگریزوں کو وہ تمام تجارتی رعایتیں دے دیں جو سراج الدولہ نے منسوخ کردی تھیں۔ کمپنی کو 24 پرگنے (دیہات کی چھوٹی اکائی کو پرگنا کہتے تھے) دیئے گئے۔ جو دو سال بعد کلایو کی جاگیر بن گئے۔ (جاگیر سے مراد بادشاہ کی جانب سے بطور انعام عطا کردہ گاؤں) نہ صرف یہ بلکہ کلایو کو دو لاکھ چونتیس ہزار (2,34,000) کی رقم بطور انعام نواب کی طرف سے دی گئی۔ اس طرح انگریز بنگال اور بہار کے مالک بن گئے۔ 1758ء میں کلایو کو کلکتہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ جنگ پلاسی اور بنگال کی لوٹ کھسوٹ سے انگریزوں کو وسیع تر مالی وسائل حاصل ہوئے آئندہ بنگال اور ہندوستان پر قبضہ کرنے انگریزوں کے لیے راستہ صاف ہوگیا۔ بنگال وسائل سے مالا مال خوشحال صوبہ تھا۔ اس سے انگریزوں کو بھاری افواج کے تیار کرنے میں مدد ملی پلاسی کی جنگ سے پہلے انگریزوں کی حیثیت ایک یورپی تجارتی کمپنی کی تھی۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی یورپی کمپنیاں موجود تھیں جنہیں کوئی خاص موقف حاصل نہیں تھا اور جو نواب کی حکومت کے کارندوں کے ہاتھوں وہ استحصال اور جبری وصولی (Exaction) کا بھی شکار ہوئی تھیں۔ لیکن جنگ پلاسی کے بعد انگریز حقیقی معنوں میں بنگال کی تجارت کے اجارہ دار بن گئے۔

11.3.2 جنگ بکسر (Battle of Buxer) 1764ء

دو سال تک گورنر بنگال کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد 1760ء میں رابرٹ کلایو انگلستان واپس چلا گیا۔ اس کی جگہ ونسی ٹاری (Vansittari) کو مامور کیا گیا۔ میر جعفر کمپنی کے بھاری مطالبات کی تکمیل کرنے کے قابل نہیں تھا چناں چہ (Vansittari) نے اس کو معزول کرکے اس کی جگہ اس کے داماد میر قاسم کو مرشد آباد کے تخت پر بٹھادیا۔ نئے نواب میر قاسم نے (BurdwanMidnapore,andCittagong) بردوان، مدناپور اور چٹگانگ کے اضلاع انگریزوں کے حوالے کردیئے۔ میر قاسم اپنے خسر کے برعکس تعلیم یافتہ اور مالیاتی امور میں مہارت کا حامل تھا۔ اس نے مالگزاری میں اضافہ کیا اور صوبے کو ترقی دی۔ میر قاسم نے مرشد آباد کے بجائے مونگھیر (Monghyr) کو اپنا پایہ تخت بنایا اور انگریزوں کو حاصل تجارتی رعایتوں کو ختم کردیا۔ ان حالات میں انگریزوں میں اس کے خلاف ناراضگی پیدا ہوئی۔

ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ وہ انگریزوں کے ہاتھوں کٹ پتلی (Puppet) بننا گوارا نہیں کرتا تھا یہ بات انگریز خود بھی محسوس کرتے تھے۔ چناں چہ 1763ء میں انگریزوں نے اس کو معزول کردیا اور دوبارہ میر جعفر کو بنگال کا نواب بنادیا۔

معزول ہونے کے بعد میر قاسم اودھ (Oudh) چلا گیا۔ وہاں اس نے مغل شہنشاہ شاہ عالم دوم اور اودھ کے وزیر شجاع الدولہ کے ساتھ مل کر ایک کانفیڈریسی (Confederacy) ترتیب دی۔ ان تین طاقتوں کی مشترکہ پچاس ہزار (50,000) فوج کا سات ہزار (7,000) انگریز فوج کے ساتھ / 22 اکتوبر 1764ء کو بکسر (Buxar) کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ انگریز فوج نے میجر ہکٹر منرو (Major Hector Munro) کی سرکردگی میں اتحادی فوجوں (Allies Forces) کو شکست فاش دی۔ میر قاسم میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ شجاع نے روہیلا (Rohilla) علاقے میں پناہ حاصل کی اور شاہ عالم نے انگریزوں سے صلاح کرلی۔ جنگ بکسر کے ذریعے جنگ پلاسی (Plassey) کا ادھورا کام مکمل ہوگیا اور بنگال، بہار اور اڑیسہ پر انگریزوں کی ملکیت کا دعوی مستحکم اور مضبوط ہوگیا۔ فبروری 1765ء میں میر جعفر مرگیا۔ انگریزوں نے اس کے بیٹے اور جانشین نظام الدولہ سے ایک نئے عہد نامے پر دستخط حاصل کیئے جس کی رو سے نظام الدولہ نے اپنی بہت سی فوج کو برخاست کردیا نیز حکومت کے کاروبار ایک نائب صوبیدار کے توسط سے انجام دینے پر رضامند ہوگیا۔ نائب صوبیدار کو کمپنی کی جانب سے مامور کیا جانا بھی تسلیم کرلیا گیا۔ شہنشاہ شاہ عالم دوم نے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی مالگزاری وصول کرنے کے اختیارات کمپنی کو دے دیئے۔ اس طرح جنگ پلاسی اور جنگ بکسر کے بعد بنگال پر انگریزوں کا تسلط مضبوط ہوگیا۔

11.4 ہندوستان میں برطانوی طاقت کی ترقی

1722ء میں وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) کمپنی کی جانب سے بنگال کا گورنر مقرر ہوا اور کمپنی کی طرف سے اس کو بنگال کے نظم ونسق (Administration) میں اصلاح کرنے کی بھی ہدایت دی گئی۔ وارن ہیسٹنگز کے تقرر سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی تاریخ میں ایک نئے باب کی ابتداء ہوئی۔ وارن ہیسٹنگز نے ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے جانشینوں کارنوالس، ولزلی، لارڈ ہیسٹنگز اور لارڈ ڈلہوزی نے برطانوی توسیع پسند حکمت عملی کو بڑی خوبی سے عمل میں لایا۔

11.4.1 وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) کی فتوحات

بنگال کا گورنر بنائے جانے کے بعد وارن ہیسٹنگز نے اپنی فوری توجہ ہندوستان میں برطانوی طاقت کو توسیع دینے کی جانب مبذول کی۔ 1722ء میں اس نے عہد نامہ بنارس پر دستخط کیے (Treaty of Benares) جس کی رو سے کارا اور الہ آباد (Kara and Allahabad) اودھ کے نواب کو پچاس لاکھ کے عوض فروخت کردیئے گئے اور کمپنی نے ضرورت پڑنے پر نواب اودھ کو فوجی امداد دینے پر بھی رضامندی ظاہر کی۔

اودھ کے شمال مغربی حصے میں رہنے بسنے والے روہیلوں اور افغانیوں کے ساتھ وارن ہیسٹنگز نے سخت ترین سلوک کو روا رکھا۔ یہ بات اس پر تنقید کا باعث بنی۔ مرہٹے اکثر روہیلکھنڈ (Rohilkhand) پر حملے کیا کرتے تھے چناں چہ وہاں کے حاکم حافظ رحمت خاں نے اودھ کے نواب سے ایک عہد نامہ کیا۔ جس کی رو سے یہ طے کیا گیا کہ اگر مرہٹوں کے حملوں کے خلاف اودھ، روہیلکھنڈ کو مدد دیا کرے تو اس کے عوض اس کو چالیس (40) لاکھ روپیئے ادا کیئے جائیں گے۔ 1773ء میں مرہٹے حملوں سے دست بردار ہوگئے اور اودھ کے نواب کو کبھی بھی فوجی امداد روانہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس کے باوجود اس نے حافظ رحمت خاں سے چالیس لاکھ کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبہ کی عدم تکمیل پر اس نے وارن ہیسٹنگز سے مدد حاصل کرتے ہوئے روہیلوں (Rohillas) کے خلاف ایک مہم روانہ کی۔ اس جنگ میں روہیلوں کو شکست ہوئی اور حافظ رحمت خاں مارا گیا۔ تقریبا بیس (20) ہزار روہیلوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور روہیلکھنڈ کا اودھ سے الحاق عمل میں لایا گیا۔

مرہٹہ معاملات کی جانب بھی وارن ہیسٹنگز نے قابل لحاظ مدت تک توجہ دی۔ 1761ء کی تیسری جنگ پانی پت سے مرہٹہ طاقت کو ایک زبردست دھکا لگا۔ مادھوراؤ (Madhava Rao) کے مرنے کے بعد اس کا بھائی نارائن راؤ پیشوا بنا۔ لیکن اس کا چچا راگھوبا اس کے قتل کا موجب بنا اور اس نے تخت پر قبضہ کرلیا۔ نانا فرنویس (Nana Farnavis) کی سرکردگی میں مرہٹہ سرداروں نے راگھوبا کو تخت سے بے دخل کرکے نارائن راؤ کے لڑکے مادھوراؤ دوم کو جو ایسا لڑکا تھا جو باپ کی موت کے بعد پیدا ہوا تھا تخت نشین کیا۔ انگریزوں نے راگھوبا (Raghoba) کی تائید کی۔ چناں چہ پہلی مرہٹہ جنگ 1775ء میں چھڑ گئی۔ پیشوا کو تمام مرہٹہ سرداروں کی تائید حاصل تھی۔ وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) نے بنگال سے دو فوجیں روانہ کیں اور 1780ء میں احمد آباد (Ahmedabad) فتح کرلیا گیا۔ اور مرہٹہ سردار Mahadaji Scindhia سے گوالیار بھی چھین لیا آخر کار 1782ء میں عہد نامہ سلبائی (Treaty of Salbai) کے ذریعہ جنگ ختم ہوئی۔ انگریزوں نے مادھوراؤ دوم کو پیشوا تسلیم کرلیا اور راگھوبا کو سالانہ تین لاکھ روپے وظیفہ مقرر کردیا۔

1766ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی اور حیدرآباد کے نظام کے درمیان ایک معاہدہ (Alliance) طے پایا۔ انگریزوں نے میسور کے حکمراں حیدر علی کے خلاف نظام کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور اس کے معاوضے میں نظام نے اپنی مملکت کا ایک حصہ جس کو شمالی سرکار (Northen Carcars) کہا جاتا تھا انگریزوں کے حوالے کردیا۔ انگریزوں اور نظام کے درمیان ہوا معاہدہ حیدر علی کے لیے اشتعال (Provocation) کا باعث بنا۔ اس کے نتیجہ میں پہلی جنگ میسور کا آغاز ہوا جو (1767 تا 1769) تک جاری رہی۔ اس جنگ میں حیدر علی اور اس کے بیٹے ٹیپو (Tippu) کو انگریزوں کے مقابلے میں بہت سی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

حیدر علی کی فوجوں نے مدراس کے مضافات تک کامیاب پیش قدمی کی۔ 1769ء میں معاہدہ مدراس (Treaty of Madras) کے ذریعہ جنگ ختم کی گئی۔ حیدر علی کا موقف کافی مضبوط تھا اور انگریزوں کو اس کے

شرائط تسلیم کرتے ہوئے صلح کرنی پڑی ۔ اس صلح نامہ میں یہ اہم بات طے کی گئی کہ تیسری قوت کے حملہ آور ہونے کی صورت میں فریقین ایک دوسرے کی مدد کریں گے ۔ لیکن جب 1771ء میں مرہٹوں نے حیدر علی پر حملہ کیا تب انگریز خاموش تماشائی بنے رہے اور انھوں نے حیدر علی کی کوئی مدد نہیں کی ۔ اس کی وجہ سے حیدر علی کا انگریزوں پر سے اعتماد اٹھ گیا ۔

حیدر علی ، انگریزوں کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگیا ۔ کیوں کہ انگریزوں نے مرہٹوں کے خلاف جنگ میں حیدر علی کو مدد دینے سے انکار کیا تھا ۔ حیدر علی نے بہت سے فرانسیسوں کو ملازمت دی ۔ اور ان کے ذریعے اس نے اپنی فوجی صلاحیت میں اضافہ کیا ۔ نہ صرف یہ بلکہ فرانس سے جنگی سازو سامان بھی خریدا ۔ حیدر علی اور انگریزوں کے درمیان دوسری جنگ میسور 1780ء میں چھڑ گئی ۔ جنگ کے ابتدائی دور میں حیدر علی کو بہت سی کامیابیاں حاصل ہوئی اور تقریباً پورا کرناٹک اس کے قبضے میں آگیا ۔ انگریزوں اور مرہٹوں کے درمیان جاری جنگ 1782ء میں ختم ہوئی ۔ جس کے نتیجہ میں انگریز مکمل شکست سے بچ گئے ۔ سرایرکوٹ Sir Eyre Coote نے جولائی 1781ء میں پورٹونوا (Porto Novo) کے مقام پر میسور کی فوج کو شکست دی ۔ شولن گڑھ ، ناگاپٹنم اور ٹرنکومولی پر بھی انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی ۔ جنگی بساط کی اس طرح تبدیلی کے باوجود حیدر علی بے جگری کے ساتھ جنگ کررہا تھا ۔ 7 ڈسمبر 1782ء کو چتور (Chitoor) سے آٹھ میل مشرق میں نرسنگارایانی پیٹ کے مقام پر حیدر علی کا انتقال ہوا ۔ وہ کینسر (Cancer) کے مرض کا شکار ہوگیا تھا ۔ لیکن اس کے لڑکے ٹیپو (Tippu) نے جنگ جاری رکھی ۔ جنگ کے طوالت سے دونوں فریق تھک گئے تھے چناں چہ 11 مئی 1784ء کو منگلور (Mangalore) کے مقام پر ایک صلح نامہ کے ذریعہ جنگ ختم ہوئی اور فریقین نے دوران جنگ قبضے میں آئے ہوئے ایک دوسرے کے علاقوں کو واپس دینے سے اتفاق کرلیا

11.4.2 کارنوالس اور تیسری جنگ میسور (1790ء تا 1792ء)

منگلور کے صلح نامے (Treaty of Manglore) کے باوجود میسور کے نواب (حکمراں) اور انگریزوں کے درمیان دشمنی برقرار رہی ۔ ٹیپو (Tippu) انگریز طاقت کو اپنی خود مختاری کے لیے بہت بڑا خطرہ تصور کرتا تھا اور دوسری طرف انگریز ٹیپو کو اپنا سب سے خوفناک دشمن مانتے تھے ۔

کارنوالس نے حیدرآباد کے نظام اور مرہٹوں سے معاہدہ (Alliance) کرکے اپنے موقف کو مضبوط بنالیا اور اس کے بعد وہ 1790ء میں مدراس آیا اور پھر ویلور (Vellore) سے ہوتا ہوا بنگلور پر فتح حاصل کیا نہ صرف یہ بلکہ ٹیپو (Tippu) کے کئی پہاڑی قلعوں کو اپنے قبضے میں کرلیا ۔ ان حالات میں ٹیپو کا موقف بے حد کمزور ہوگیا اور وہ خود کو بے یار و مددگار محسوس کرنے لگا ۔ ٹیپو نے انگریزوں سے امن کی درخواست کی جس کے نتیجے میں صلح نامہ سرنگاپٹنم (Treaty of Srirangapatnam) ترتیب دیا گیا ۔ صلح نامہ کی رو سے ٹیپو نے اپنی مملکت کا نصف حصہ انگریزوں کے حوالے کرنا منظور کردیا ۔ ٹیپو سے تاوان (Indemnity) کے طور پر ساڑھے تین کروڑ کا مطالبہ کیا گیا اور رقم کے ادا نے تک اس کے دو لڑکے کو یرغمالی (Hostage) رکھنے کے لیے مجبور کیا گیا ۔ ٹیپو نے یہ تمام شرائط پوری کیں ۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-32

ملابار (Malabar) کورگ (Coorg) ڈنڈیگل (Dindigal) اور بارہ محل (Baramahal) پر انگریز قابض ہوگئے ۔ مرہٹوں کو شمالی مغربی علاقہ ملا۔ جب کہ حیدرآباد کے نظام کے حصہ میں شمالی مشرقی میسور کے علاقے آئے ۔ ٹیپو کی مملکت وسعت میں کم ہوگئی اور انگریزوں کی برتری میں اضافہ ہوا۔

11.4.3 ولزلی (Wellesely)

گورنر جنرل مقرر کئے جانے کے فوری بعد ولزلی نے میسور کے ٹیپو سلطان کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ تیسری جنگ میسور میں شکست اٹھانے کے بعد ٹیپو سلطان اپنے کو طاقتور بنا رہا تھا تاکہ انگریزوں کے خلاف ایک تازہ حملہ کیا جاسکے ۔ چناں چہ ولزلی نے مرہٹوں سے اور حیدرآباد کے نظام سے ٹیپو سلطان کے خلاف ایک معاہدہ (Treaty) کیا وہ خود شخصی طور پر مدراس آیا اور ٹیپو سلطان پر حملہ کی تیاری میں مصروف ہوگیا۔

میسور پر دونوں سمتوں سے یعنی مشرق کی جانب سے اور مغرب کی طرف سے حملہ کیا گیا ایک فوج ممبائی سے جنرل اسٹوارٹ (General Stuart) کی سرکردگی میں دوسری فوج مدراس سے جنرل ہیرس (General Harris) کے تحت ٹیپو سلطان پر حملہ آور ہوئی ۔ میسور کے ضلع مالوالی (Malavalli) کے مقام پر ٹیپو سلطان کو شکست دی گئی۔ جس کے بعد اس نے امن کی بات چیت کا آغاز کیا ۔ انگریزوں نے یہ شرط رکھی کہ وہ اپنی نصف مملکت سے دست بردار ہوجائے اور دو کروڑ روپیئے بطور ہرجانہ کے ادا کرے ۔ ٹیپو کے لیے یہ شرائط قابل قبول نہیں تھیں۔ چناں چہ وہ ایک سپاہی کی طرح لڑنے اور مرنے کے لیے تیار ہوگیا۔ ان حالات میں انگریزی فوجوں نے سر آرتھر ولزلی (Sir Arthur Wellesley) کی سرکردگی میں جو بعد میں ڈیوک آف ولنگٹن (Duke of Wellington) کے نام سے مشہور ہوا ۔ سرنگاپٹنم (Srirangapatnam) پر یلغار کردی اور ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ۔ 4 مئی 1799ء کو جنگ میں ٹیپو سلطان مارے گئے ۔

ولزلی نے میسور کی مملکت کے بڑے حصے کا الحاق (Annexation) کرلیا۔ جس میں کنارا (Canara) کوئمبتور (Coimbatore) اور سری رنگا پٹنم (Srirangapatnam) شامل تھے ۔ حیدرآباد کے نظام کو بہت سارے قیمتی تحائف دیئے گئے ۔ کیوں کہ اس نے ٹیپو سلطان کے خلاف انگریزوں کی مدد کی تھی۔ میسور کے سابقہ حکمران خاندان کے ایک لڑکے کرشنا راجا (Krishna Raja) کو میسور کے تخت پر بٹھایا گیا یہ میسور کے اس ہندو خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس کو حیدر علی نے تخت سے بے دخل کیا تھا۔ جنگ پلاسی (Battle of Plassey) اور جنگ بکسر (Battle of Buxar) کے بعد میسور کی فتح تاریخ کا اہم واقعہ تھا۔

ٹیپو سلطان کی موت کے بعد صرف ایک ہی طاقت ایسی رہ گئی تھی جس کو انگریز اپنے لیے خطرہ سمجھتے تھے اور جو انگریزوں کی مخالف تھی اس طاقت کو مرہٹہ طاقت کے نام سے جانا جاتا تھا۔ چار مختلف مقامات پر حکمرانی کرنے والے مرہٹہ سردار یعنی بڑودہ کا گائیکواڑ (Gaikwar of Baroda) گوالیار کا سندھیا (Scindhia of Gwalior) اندور کا ہولکر (Holkar of Indore) ، ناگپور کا بھونسلا (Bhonsle of Nagpur) آپس میں ایک نیم وفاقیہ (Confederacy) کے ذریعہ متحد تھے اور پیشوا (Peshwa) کو نیم وفاقیہ کے صدر کی حیثیت حاصل تھی۔

لیکن اٹھارویں صدی کے آخری زمانے میں مرہٹوں کے درمیان بھی اقتدار اور قیادت کے لیے رسہ کشی شروع ہوگئی۔ پیشوا باجی راؤ دوم (Baji Rao II) کو یشونت راؤ ہولکر اور دولت راؤ سندھیا کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ چناں چہ باجی راؤ دوم (Bassein) فرار ہوگیا جہاں اس کو انگریزوں سے مدد ملی۔

مرہٹہ قوت میں انتشار سے ولزلی نے پورا فائدہ اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تمام مرہٹہ سرداروں کو شکست دی۔ ستمبر 1803ء کی جنگ آسائیے (Battle of Assaye) میں سندھیا اور بھونسلے کو شکست دی۔ علی گڑھ، دہلی اور آگرہ انگریزوں کے قبضے میں آگئے۔ سندھیا اور بھونسلے نے اپنی اپنی مملکتوں کا بڑا حصہ انگریزوں کے حوالے کردیا۔ مثلاً احمد نگر بھروچ (Broach) (یعنی وہ علاقہ جو گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہے) کٹک (Cuttack) اور بالاٹور سے مرہٹوں کو ہاتھ دھونا پڑا۔ گویا دوسری مرہٹہ جنگ سے مرہٹہ طاقت کو شدید دھکا پہنچا۔ لارڈ ولزلی نے ہولکر (Holkar) کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ عہدہ معاونت (Subsidiary of Alliance) کو قبول کرے۔ ہولکر نے عہد معاونت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اس انکار کے نتیجے میں لارڈ ولزلی نے 1804ء میں ہولکر کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا جس کو تاریخ میں تیسری مرہٹہ جنگ کہا جاتا ہے ولزلی کو 1805ء میں ہندوستان سے واپس انگلستان طلب کرلیا گیا۔ چناں چہ ہولکر کی طاقت کو پوری طرح سے مسمار نہیں کیا جاسکا۔ جنوری 1806ء میں انگریزوں اور ہولکر کے درمیان ایک معاہدہ کے ذریعہ امن کا قیام عمل میں آیا۔ اس معاہدہ کو تاریخ میں معاہدہ راج گھاٹ (Treaty of Rajghat) کہا جاتا ہے۔

11.4.3.1 عہد معاونت (Subsidiary Alliance System)

ولزلی کا دور عہد معاونت کے باعث شہرت کا حامل ہوا۔ عہد معاونت (Subsidiary of Alliance) کا مقصد ہندوستانی ریاستوں کو برطانوی اقتدار کے تحت لانا تھا۔ اس اصول کے ذریعہ ہندوستان میں انگریزی سیاسی طاقت بڑھ گئی۔ اس اصول کو تسلیم کرلینے والی ریاستوں کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ اپنے تمام بیرونی تعلقات کو کمپنی کے تابع کردیں حتیٰ کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کے خلاف جنگ کا اعلان بھی نہیں کرسکتی تھیں۔ البتہ اس اصول کو تسلیم کرلینے والی ریاستیں اپنے مسائل کے تعلق سے کسی دوسری ریاست سے بات چیت کمپنی کی نگرانی میں کرسکتی تھیں۔ عہد معاونت کے اصول کو ماننے والی بڑی ریاستوں کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنی ریاست کے کچھ علاقے انگریزوں کے حوالے کردیں تاکہ ان علاقوں کی آمدنی سے انگریزی فوج کے اخراجات کی پابجائی کی جاسکے۔ چھوٹی ریاستوں کو اس بات کا پابند کیا گیا تھا کہ وہ سلانہ ایک مقرر کردہ رقم کمپنی کو ادا کریں۔ نہ صرف یہ بلکہ عہد معاونت قبول کرلینے والے حکمرانوں کے لیے یہ بھی لازمی تھا کہ وہ اپنے پایہ تخت میں ایک رزیڈنٹ (Resident) کو رکھیں (عہد معاونت کی رو سے انگریزی حکومت اپنی ماتحت ریاستوں میں ایک انگریز عہدیدار کو رکھتی تھی تاکہ اندرونی بغاوتوں اور بیرونی حملوں سے حفاظت ممکن ہو) مقامی حکمرانوں پر انگریزوں کی رضامندی حاصل کئے بغیر کسی یورپی باشندہ کے تقرر پر بھی پابندی لگادی گئی۔ کمپنی کی جانب سے ریاستوں کے

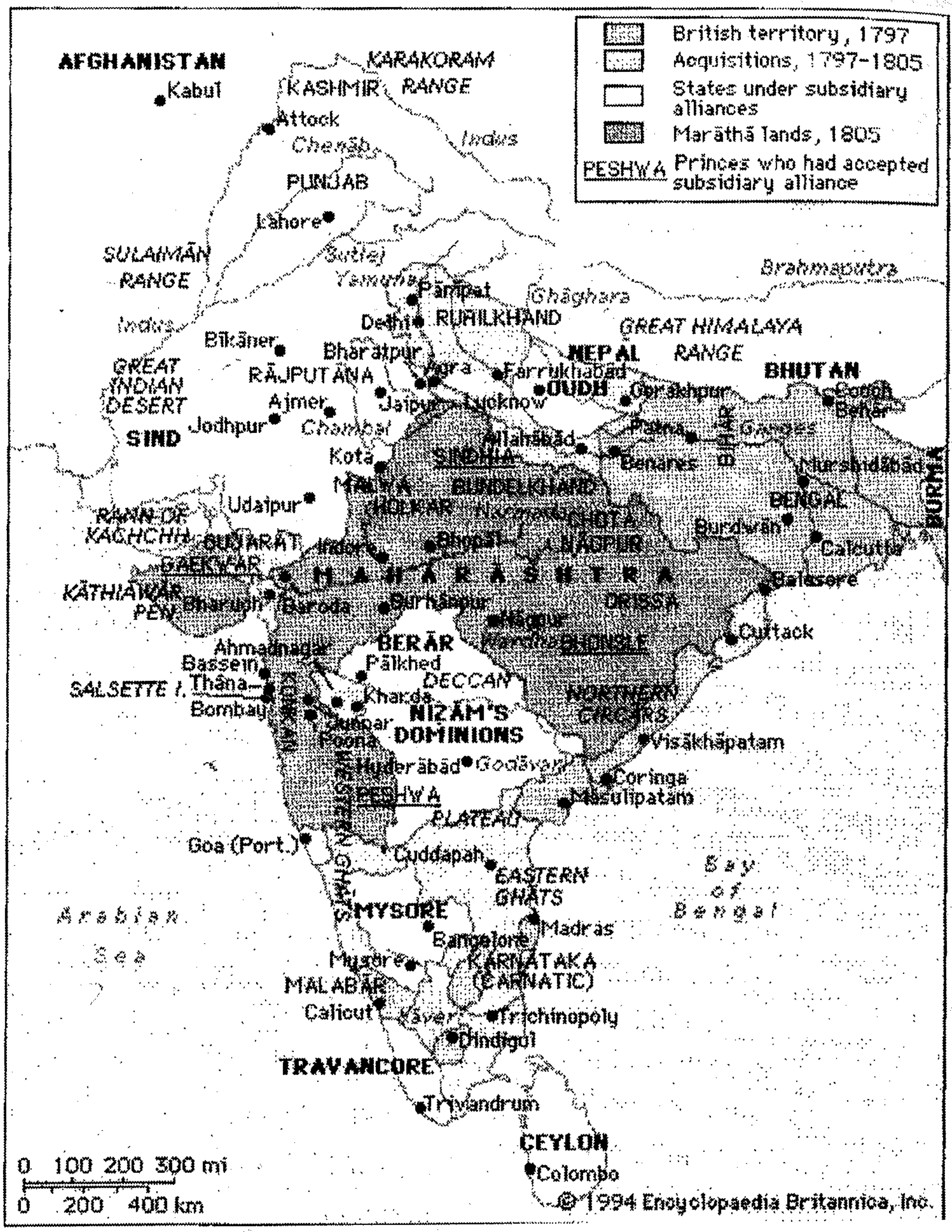

© 1994 Encyclopaedia Britannica, Inc.

اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کا اقرار کیا گیا لیکن بیرونی حملے کی صورت میں کمپنی نے ریاست کی حفاظت کی ذمہ داری کو قبول کیا۔

عہد معاونت کے ذریعہ انگریزوں کو ہندوستان میں اپنی سلطنت کے قائم کرنے میں مدد ملی۔ ہندوستانی ریاستوں کو غیر مسلح (Disarmed) کردیا گیا اور انگریزوں نے ان کے تحفظ کا ذمہ لیا۔ مقامی حکمرانوں کی دولت کے ذریعے ایک زبردست انگریز فوج تیار کی گئی۔ ہندوستان میں فرانسیسی پیش قدمی کو موثر طریقے پر روک دیا گیا اور انگریز کو ریاستوں کے مابین باہمی جھگڑوں میں ثالث (Arbiter) کا موقف حاصل ہوگیا۔ نیز کمپنی کو اراضی (Land) کے بڑے بڑے قطعات حاصل ہوئے جن پر اس کا اپنا اقتدار (Sovereignty) قائم ہوگیا۔ عہد معاونت مقامی حکمرانوں کے لیے نقصان رساں ثابت ہوا کیوں کہ عہد معاونت کو قبول کرلینے کے بعد ریاست کی آزادی سلب ہوجاتی تھی اور وہ کمپنی کی ماتحت بن جاتی تھی۔ رزیڈنٹ(Resident) روز مرہ کے انتظامی امور میں مداخلت کیا کرتا تھا۔ مقامی حکمرانوں کی طرف سے انگریزوں کو دی جانے والی کثیر مالی امداد (Subsid y) کے پیش نظر ریاستی عوام افلاس کا شکار بن گئے۔ اس مالی امداد سے انگریزی فوج کو بھاری تنخواہیں ملا کرتی تھیں اور ریاست کی دولت سے یہ شاہ خرچی کیا کرتے تھے۔ مقامی فوجیوں کو ملازمتوں سے نکال دیا گیا، بے روزگاری کے باعث کئی ایک ڈاکو بن گئے۔ حیدرآباد کے نظام، میسور اور تنجور کے حکمران، نواب آف اودھ، پیشوا، نواب آف ارکاٹ، سندھیا اور جودھپور، جے پور اور بھرت پور کے راجپوت حکمران ان ممتاز شخصیتوں میں شامل تھے جنھوں نے عہد معاونت کو قبول کیا۔

11.5 ہیسٹنگز (Hastings)

ولزلی (Wellesly) کی ہندوستان سے واپسی کے بعد کمپنی کا نظم و نسق 1813ء تک عدم مداخلت (Non-Intervention) کی پالیسی پر کاربند رہا۔ لیکن اسی سال لارڈ ہیسٹنگز کو گورنر جنرل بنایا گیا جس نے ولزلی کی حکمت عملی کو اپنایا اور نیپال کے گورکھوں سے موثر انداز میں نمٹا جس کے سبب 1816ء میں ایک معاہدہ ہوا جس کو (Treaty of Sagauli) کہتے ہیں۔

1817ء میں مرہٹوں نے ایک بار پھر اپنی کھوئی ہوئی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں ان کی رہی سہی طاقت بھی ختم ہوگئی۔ مرہٹہ سردار پیشوا کی قیادت میں متحد ہوئے اور انھوں نے نومبر 1817ء میں پونا کی انگریز رزیڈنسی پر حملہ کردیا۔ مرہٹہ فوج کو شکست ہوئی اور تمام مرہٹہ سرداروں کو اپنی اپنی مملکت کے بڑے حصوں سے مجبوراً ہاتھ دھونا پڑا۔ پیشوا کا عہدہ برخاست کردیا گیا اور پیشوا باجی راؤ کو سالانہ آٹھ لاکھ روپیے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ مرہٹہ سردار ہولکر اور بھونسلے نے عہد معاونت کو قبول کرلیا۔ اس کے تحت وہ انگریز فوج کو بھی اپنے علاقوں میں رکھنے پر رضامند ہوگئے۔ مرہٹہ طاقت کا پوری طرح خاتمہ ہوگیا اور وہ آئندہ سر اٹھانے کے موقف میں نہیں رہے۔

11.6 ڈلہوزی اور اصول بازگشت، دیسی ریاستوں کے الحاق کا اصول

ہندوستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے ڈلہوزی کا دور 1848 تا 1856ء یادگار مانا جاتا ہے۔ ہندوستان میں انگریزی شہنشاہیت کے قیام کے سلسلے میں اس نے نمایاں اور اہم کردار ادا کیا۔ وہ کسی بھی ہندوستانی ریاست کے الحاق (Annexation) کے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ مغلیہ اقتدار کے نقاب کو چاک کر کے ہندوستانی شہزادوں کو ان کے مقام سے بے دخل کرنا چاہتا تھا۔ اس کا یہ ایقان تھا کہ انگریزی نظم و نسق مقامی حکمرانوں اور سرداروں کے طریقہ حکمرانی سے بدرجہا بہتر ہے چناں چہ وہ تمام ہندوستانی ریاستوں کو راست انگریزی حکومت کے تحت لانا چاہتا تھا۔

ڈلہوزی کے زمانے میں دو بڑی جنگیں ہوئیں یعنی دوسری سکھ جنگ اور برما کی دوسری جنگ۔ اس کے علاوہ اس نے سکم (Sikkim) کے خلاف بھی ایک مہم روانہ کر کے اس کے بڑے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ انتظامی خرابی کو بہانہ بنا کر 1856ء میں اودھ کا بھی الحاق کرلیا۔ ڈلہوزی نے مغل شہنشاہ کا وظیفہ بند کردیا اور ارکاٹ (Arcot) کے نواب کے خطابات برخاست کردیئے۔ دار جلنگ (Darjeeling) کے راجا کو لگان (Rent) کی ادائیگی بند کردی۔ برار (Berar) حیدرآباد کے نظام کی مملکت کا سب سے دولت مند صوبہ تھا۔ سالانہ خراج (Tribute) کی عدم ادائیگی کو بہانہ بنا کر برار کمپنی کے تحت کردیا گیا۔

ڈلہوزی نے اصول بازگشت (Doctrine of Lapse) کے ذریعے بہت سے علاقے حاصل کیئے۔ اصول بازگشت یا الحاق کا اصول (Doctrine of lapse) یہ تھا کہ اگر کسی دیسی ریاست کا راجا جو کمپنی کے ماتحت ہو مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے متبنے (Adopted Son) کو ریاست کا حکمراں نہیں بنایا جائے گا بلکہ وہ ریاست انگریزی فرمانروائی کے تحت چلی جائے گی۔ اسی اصول کو بنیاد بنا کر۔ جھانسی، ستارا، سنبھل پور، ناگپور، جئے پور، بھوپال، اودے پور اور کئی دیگر ریاستوں کا انگریزی حکومت سے الحاق کیا گیا۔ ڈلہوزی نے ہندوستانی روایات اور مذہبی جذبات کو اپنی جابرانہ حکمت عملی کے ذریعہ مجروح کیا۔ ہندوستانیوں کے جذبات کو خاطر میں لائے بغیر وہ سختی سے اپنی حکمت عملی پر عمل پیرا تھا جس کے نتیجہ میں دیسی حکمرانوں کے دل میں شک و شبہ اور بے چینی پیدا ہوئی جو بڑی حد تک 1857ء کی بغاوت کے لیے ذمہ دار ہوئی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3۔ جنگ بکسر (Buxar) کیوں اہم مانی جاتی ہے ؟

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

.______________________________________

4۔ ولزلی اور ڈلہوزی نے انگریزی سلطنت کی وسعت کے لیے کیا حکمت عملی اختیار کی۔

____.

____.

____.

11.7 خلاصہ

1۔ براعظم یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسوں کے درمیان دشمنی تھی جس کے نتیجے میں ان دونوں قوموں کے درمیان ہندوستان میں کرناٹک کی جنگیں لڑی گئیں۔ نیز یہ کہ دیسی حکمرانوں کے سیاسی اختلافات میں طرفدارانہ رویہ اختیار کرنے کی وجہ سے کرناٹک میں جنگیں ہوئیں۔

2۔ پہلی جنگ کرناٹک میں فرانسیسی کامیاب رہے۔

3۔ دوسری جنگ کرناٹک میں فرانسیسی فوج کو شکست ہونے کے سبب فرانسیسی گورنر دیوپلے (Dupleix) کو واپس فرانس طلب کرلیا گیا۔

4۔ تیسری کرناٹک کی جنگ کے ختم ہونے کے ساتھ ہندوستان میں فرانسیسی طاقت کو بھی زوال آگیا۔

5۔ 1757ء کی جنگ پلاسی اور 1764ء کی جنگ بکسر کے ذریعہ ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی بنیاد پڑی۔

6۔ وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) کے دور میں میسور کی پہلی دو جنگیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ انگریزوں اور مرہٹوں کے درمیان بھی جنگ ہوئی۔ تیسری جنگ میسور کارنوالس (Cornwallis) کے عہد میں ہوئی ولزلی (Wellesley) کے زمانے میں چوتھی جنگ میسور اور دوسری مرہٹہ جنگ ہوئی۔ ان تمام جنگوں کے باعث ہندوستان میں انگریزی قیادت (Hegemony) کو وسعت حاصل ہوئی۔

7۔ ولزلی کا عہد معاونت اور ڈلہوزی کا اصول بازگشت (الحاق کا اصول) وہ موثر تدابیر تھے جن پر عمل پیرا ہوکر انگریزوں نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کو وسعت دی۔

11.8 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ فرانسیسی گورنر دیوپلے (Dupleix) نے دیسی والیان ریاست کے معاملات میں سیاسی دخل اندازی کی حکمت عملی شروع کی۔

2۔ کرناٹک کی جنگوں میں انگریزوں کو رابرٹ کلایو (Robert Clive) کی وجہ سے کامیابی ملی۔

3۔ جنگ بکسر دو وجوہات کی بنا پر اہم مانی جاتی ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ اس کے ذریعہ بنگال، بہار اور اڑیسہ پر انگریزی حاکمیت قائم ہوئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس جنگ کے نتیجہ میں مغل شہنشاہ شاہ عالم دوم سے ایک معاہدہ ہوا جس کے ذریعہ اوپر

بیان کیے ہوئے تینوں صوبوں میں انگریزوں کو (Diwani) دیوانی یعنی مالگزاری کے وصول کرنے کا حق حاصل ہوگیا۔

4۔ ولزلی عہد معاونت کے اصول پر عمل پیرا رہا اور اس نے دیسی والیان کے خلاف جنگیں بھی لڑیں تاکہ انگریزوں کی برتری کو قائم کیا جاسکے

11.9 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے۔

1۔ جنوب میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی لڑائیوں کو اور ان کے نتائج کو بیان کیجیے۔

2۔ بنگال پر انگریزی اقتدار کے قیام کو مختصر طور پر بیان کیجیے۔

3۔ 1857ء تک ہندوستان میں انگریزی سیاسی حکمرانی کی وسعت بیان کیجیے۔

II۔ ذیل کے سوالات میں سے ہر سوال کا جواب (15) سطروں میں دیجیے۔

1۔ ابتدائی اٹھارویں صدی میں ہندوستان پر فرانسیسی اقتدار کا کیا موقف تھا۔

2۔ جنگ پلاسی کے اسباب اور اس کی اہمیت کو مختصرا بیان کرو۔

3۔ ولزلی کے اصول بازگشت پر ایک نوٹ لکھیے۔

11.10 سفارش کردہ کتابیں

Anderson. G	*British Administration in India*
Arnold, E.	*Dalhousie's Administration of British India*
Aspinall.A.	*Cornwallis in Bengal*
Bairdwood. Sir George	*Dawn of British Trade to the East Indies*
Blunt, Sir Edward	*The Indian Civil Service*
Bruice, John	*Annals of the East India Company*
Dodwell, H.H.	*Cambridge History of India, Vol.V*
Dodwell, H.H.	*Dupleix and Clive*
Duff, Grant	*History of the Marathas*
Malleson, G.B.	*History of the French in India*
Mukherjee, Ramakrishna	*The Rise and Fall of the East India Company*

Roberts. P.E.	*History of British India*
Sardesai. G.S.	*New History of the Marathas*
Sen. S.P	*The French in India (1763-1816)*
Sen. Surendranath	*Anglo-Maratha Relations*
Shaik Ali. K.B.	*British Relations with Hyder Ali and Tipu Sultan*
Spear. Perceival	*History of India Vol.II.*

مصنف : کے۔ ایس۔ ایس۔ سیشن   مترجم :

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU * HYDERABAD *
Accn No BA-011
Date 03.08.2015

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
Hyderabad

اکائی 12 نظم ونسق اور معاشی حکمت عملی 1857ء تک

ساخت

12.0 مقاصد

12.1 تمہید

12.2 قانون تنظیم 1772ء (Regulating Act)

12.3 پٹ کا قانون ہند 1784ء (Pitt's India Act)

12.4 انتظامی ڈھانچہ

12.4.1 سرکاری ملازمتیں (سیول سروس) (Civil Services)

12.4.2 فوج (Army)

12.4.3 پولس (Police)

12.5 عدالتیں

12.6 مال گزاری بندوبست

12.6.1 زمینداری کا طریقہ

12.6.2 رعیت واری بندوبست

12.6.3 محلہ واری بندوبست

12.7 برطانیہ کی معاشی حکمت عملی

12.8 خلاصہ

12.9 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

12.10 نمونہ امتحانی سوالات

12.11 سفارش کردہ کتابیں

12.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے سے آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ

1۔ قانون تنظیم (Regulating Act) اور پٹ کے قانون ہند (Pitt's India Act) کو سمجھ سکیں گے۔

2۔ ہندوستان میں برطانوی انتظامی نظام کو 1857ء تک جان سکیں گے۔

3۔ ہندوستان میں برطانیہ کا رائج کردہ مال گزاری نظام اور 1857ء تک کی معاشی حکمت عملی کا اندازہ کرسکیں گے۔

12.1 تمہید

1765ء میں انگریزوں کو بنگال کے مالگزاری (Diwani) اختیارات حاصل ہوگئے۔ جس کے بعد انھوں نے بنگال میں دو عملی حکومت (Double Govt) کا آغاز کیا۔ اس طریقے کے تحت انگریز گورنر کی اجازت سے ہندوستانی ملازمین کمپنی کی جانب سے مالگزاری وصول کرتے تھے اور اس طریقے میں کئی خرابیاں موجود تھیں مثلاً ہندوستانی ملازمین پر ذمہ داریاں عائد کی گئی تھیں لیکن ان کو اختیارات حاصل نہیں تھے جب کہ کمپنی کو بلا کسی ذمہ داری کے کافی اختیارات حاصل تھے۔ کمپنی کے ملازمین اکثر بدعنوانی میں ملوث تھے۔ مالی حالات انحطاط کا شکار تھے۔ کمپنی بری طریقے سے مقروض تھی۔ انگریزی فوج کو مقامی حکمرانوں سے مقابلے میں ہمیشہ کامیابی حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں حیدر علی کی مثال لی جاسکتی ہے۔ ان تمام مصیبتوں کو دور کرنے کا واحد حل یہ تھا کہ حکومت برطانیہ کمپنی کے معاملات میں سرگرمی سے حصہ لے۔

12.2 قانون تنظیم 1772ء (Regulating Act)

1772ء میں برطانوی پارلیمنٹ کی جانب سے قانون تنظیم وضع کیا گیا جس کے ذریعہ کمپنی کے سیاسی اختیارات کی وضاحت کی گئی اور اس کے کام کاج پر نگرانی قایم کی گئی۔ اس قانون کے ذریعے کمپنی کے مجلس نظما (Board of Directors) کے دستور میں تبدیلی کی گئی اور اس مجلس کو برطانوی حکومت کے احکام کے تابع بنایا گیا۔ بنگال کے گورنر کے رتبے کو بڑھا کر اس کو گورنر جنرل کا موقف دیا گیا۔ گورنر جنرل کو کام کاج میں مدد دینے کے لیے چار اراکین کی ایک کونسل (مجلس مشاورت) ترتیب دی گئی۔ مدراس اور ممبائی کے (قدیم نام بمبئی) صوبے گورنر جنرل کی نگرانی میں دیے گئے۔ کلکتہ میں سپریم کورٹ قایم کیا گیا جو ایک چیف جسٹس (Chief Justice) اور تین ججوں پر مشتمل تھا۔ کمپنی کے تمام اعلیٰ عہدہ داروں کی سالانہ تنخواہ مقرر کی گئی۔

اس وقت کے حالات میں قانون تنظیم کو ایک ادھوری کوشش سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ قانون غیر واضح (Vague) تھا۔ اقتدار اعلیٰ نہ تو تاج برطانیہ نے حاصل کیا اور نہ تو کمپنی کے ذمے کیا گیا۔ گورنر جنرل کے اختیارات بھی غیر واضح حالت ہی میں رہے چناں چہ اس قانون کے نفاذ سے کمپنی کی انتظامی صلاحیت میں کوئی اچھی اور خاص تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ نیز اس قانون کے ذریعے سپریم کورٹ کے اختیارات اور کام کاج پر بھی روشنی نہیں ڈالی گئی۔

12.3 پٹ کا قانون ہند (Pitt's India Act)

قانون تنظیم کی خرابیوں کو دور کرنے کی خاطر وزیر اعظم برطانیہ ولیم پٹ (Willam Pitt) نے مسودہ (Bill) تیار کیا اور 1784ء میں منظوری کے بعد یہ مسودہ قانونی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس قانون کو پٹ کے قانون (Pitt's India Act) کا نام دیا گیا۔ اس قانون کے ذریعے کمپنی کے نظماء (Directors) کے اختیارات ختم کر دیئے گئے۔ کمپنی کے انتظامی معاملات میں برطانوی پارلیمنٹ کو طاقتور موقف حاصل ہوا۔ ایک نگر انکار بورڈ بھی بنایا گیا جس کے اراکین کی تعداد چھ کمشنروں پر مشتمل تھی۔ کمپنی کے کام کاج اور معاملات بورڈ کی رہبری اور نگرانی کے راست طور پر تابع ہوگئے، اور برطانوی ہند (British India) کے لیے اس بورڈ کی حیثیت اصل حکمراں کی ہوگئی۔ انتظامی معاملات میں گورنر جنرل کو زیادہ اختیارات حاصل ہوے۔ گورنر جنرل کی کونسل میں ارکان کی تعداد کو گھٹا کر تین کر دیا گیا۔ کمپنی کی تجارتی اجارہ داری کو برقرار رکھا گیا لیکن اسے سیاسی اختیارات سے محروم کر دیا گیا۔ 1813ء کے قانون (Charter Act) کے ذریعہ کمپنی کی تجارتی اجارہ داری کو بھی ختم کر دیا گیا۔ گوکہ حکومت کمپنی کے ہاتھوں ہی میں رہی لیکن اس کو تمام معاملات میں مجلس نگران کار (Board of Control) کا تابع کر دیا گیا۔

12.4 انتظامی ڈھانچہ

قانون تنظیم کے ذریعہ بنگال کے گورنر کا رتبہ بڑھا کر اس کو گورنر جنرل کا درجہ دیا گیا اور پھر 1784ء میں پٹ کے قانون ہند (Pitt India Act) سے اس کے اختیارات میں وسعت دی گئی۔ 1833ء میں بنگال کے گورنر جنرل کو گورنر جنرل ہند کا مرتبہ عطا کیا گیا۔ کلکتہ پایہ تخت کی حیثیت میں قایم رہا۔ گورنر جنرل کی مدد کے لیے ایک کونسل بنائی گئی جس کے اراکین تاج برطانیہ کی طرف سے منتخب کیے جاتے تھے۔ بعد میں ایک تبدیلی یہ ہوئی کہ اراکین کونسل کو منتخب (Select) کرنے کے بجائے تاج برطانیہ ان کو مقرر (Appoint) کرنے لگی۔ کونسل یعنی مجلس مشاورت کے اراکین کی تعداد ہمیشہ مستقل نہیں رہی بل کہ مختلف اوقات میں کونسل کے ممبروں کی تعداد مختلف رہی۔

12.4.1 سرکاری ملازمتیں (Civil Services)

سارے انتظامی کاروبار کا انحصار سرکاری ملازمین فوج اور پولس پر تھا۔ انگریزوں کا اصل مقصد ہندوستان میں اپنی تجارت کو فروغ دینا تھا۔ اس لیے انھوں نے امن وضبط اور قانون قایم رکھنے کو بڑی اہمیت دی تا کہ پر امن فضا میں تجارتی

سامان کی آسانی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی عمل میں لائی جاسکے ۔ سرکاری ملازمتوں کی ابتدا لارڈ کارنوالس (Lord Cornwallis) کے دورے ہوئی ۔ کارنوالس نے کمپنی کے ملازمین کی خانگی تجارت ختم کی اور تحفے قبول کرنے سے ان کو منع کر دیا۔ اس نے انکی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا اور ان کو ملازمین کے ایک علاحدہ زمرے (Seperate Service) میں شامل کیا ۔ کارنوالس اس بات میں یقین رکھتا تھا کہ اہل برطانیہ اور یورپ کے باشندے اپنی پیدایش اور تربیت کے پیش نظر حکمرانی کرنے کے لیے موزوں ہیں ۔ چناں چہ اس کے زمانے میں چھوٹی اور معمولی قسم کی ملازمتیں ہندوستانیوں کو دی جاتی تھیں ۔ ولزلی (Wellesley) کے دور میں کلکتہ میں ایک کالج قائم کیا گیا تا کہ نوجوان سرکاری ملازمین کو تربیت دی جائے ۔ نظمائے کمپنی (Directo's of the Company) نے 1806 ء میں ایسٹ انڈیا کالج (East India College) کے نام سے انگلستان (England) میں قائم کیا اور یہ کالج 1858 ء تک کام کرتا رہا ۔ ہندوستان میں ملازمت کے خواہش مند لوگوں کو اس کالج سے تربیت حاصل کرنے کے لیے پابند کیا گیا۔ 1853ء کے منشور (Charter Act) کے ذریعہ یہ سمجھوتہ طے پایا کہ مسابقتی امتحانات کے ذریعہ سرکاری ملازمت کے امیدواروں کو منتخب کیا جائے گا۔ یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ لارڈ کارنوالس اصلاحات کے معاملے میں نیک نیت تھا۔ اسی کے دور میں کمپنی کے اعلا عہدوں سے ہندوستانیوں کو علاحدہ کیا گیا۔ بڑی تعداد میں ہندوستانی تحت کی معمولی ملازمتوں پر مامور کیئے جاتے تھے ۔ چناں چہ سر تھامس منرو (Sir Thomas Munro) اس بات پر ان الفاظ میں اپنی حیرت کا اظہار کرتا ہے ۔ "شاید ایسی کوئی مثال نہیں پیش کی جاسکتی جس میں فاتح نے مقامی لوگوں کو اس حد تک نظرانداز کر دیا ہو کہ وہ خود اپنے ملک کی حکومت میں حصہ داری سے مکمل طور پر محروم کر دئے گئے ہوں۔ جیسا کہ برطانوی ہند (British India) میں ۔

12.4.2 فوج (The Army)

انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کو اس کے آغاز سے ہی فوج رکھنے کی شدید ضرورت لاحق تھی کیوں کہ اس کی حریف طاقتیں علاقائی توسیع پسندی کے عزائم رکھتی تھیں ۔ نیز فوج کی موجودگی سے کمپنی کے تجارتی مراکز کی بھی حفاظت ممکن تھی ۔ کمپنی کی فوج کے اعلا عہدیدار تمام برطانیہ سے تعلق رکھتے تھے جبکہ تمام سپاہی ہندوستانی تھے ۔ عہد معاونت (Subsidiary Alliance) کے ذریعے مقامی فوج برطرف کر دی گئی تھی اور اس کی جگہ مغربی انداز کی تربیت یافتہ فوج مامور کی گئی تھی ۔ برطانوی فوج کو ملک کے اہم مقامات پر تعینات کیا گیا۔ جس کے ذریعہ مقامی ریاستوں پر چوکسی کو برقرار رکھا جاسکا اور کمپنی کی تجارت کا بھی تحفظ ہوگیا۔ ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جب کہ ہندوستانی سپاہیوں نے اپنے انگریز آقاؤں کے ساتھ وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہندوستانی ریاستوں کے خلاف فوج کشی میں ان کی مدد کی۔

12.4.3 پولیس (The Police)

سرکاری ملازمتوں (سیول سروس) کی طرح کمپنی کے منتظمین نے پولس کے محکمہ کی ترتیب کو بھی اولین اہمیت دی ۔ مثلاً کارنوالس (Cornwallis) نے پولیس کے محکمے کو قائم کیا تاکہ امن و قانون کو برقرار رکھا جاسکے۔

ہر بیس (20) میل کی وسعت کے حامل علاقہ میں ایک تھانہ (Thana) یعنی پولیس اسٹیشن قائم کیا۔ جس کے نگرانکار کو داروغہ (Daroga) کہتے تھے۔ ضلع کی سطح پر مہتمم (Superintendent) مقرر تھے جو اپنے ضلع کی حد تک پولیس نظم و نسق کے اعلا عہدہ دار مانے جاتے تھے۔ محکمہ پولیس کے اعلا اور زیادہ تنخواہ پانے والے عہدوں پر صرف برطانیہ کے باشندوں کا ہی تقرر کیا جاتا تھا اور ہندوستانی باشندوں کو محروم رکھا گیا۔ کمپنی کے ملازمین یہ محسوس کرتے تھے کہ ملک میں امن و قانون کا قیام بہت ہی اہم ہے لیکن ساتھ ساتھ کافی منہگا (Expensive) بھی ہے۔ لارڈ ہیسٹنگز اپنے عہد میں پنڈاریوں (Pindarees) کی سرکوبی میں مصروف رہا۔ لارڈ ولیم بنٹنگ (Lord William Bentinck) سر ولیم سلیمن (Sir William Sleeman) اور چند دوسروں کی ہمت اور جذبے کے باعث ڈاکوں کی جماعتوں کا وسط ایشیا سے خاتمہ ممکن ہوسکا۔ یہ ڈاکو ٹھگ (Thugs) کہلاتے تھے۔ جو آپس میں راز داری اور بھائی چارگی کے رشتوں میں جڑے ہوئے تھے۔ پولیس کے محکمہ کی تنظیم میں پہل کمپنی کی طرف سے ہوئی اور پھر بڑی حد تک تاج برطانیہ نے اس کی تنظیم نو پر توجہ کی۔

دور وسطیٰ میں سزائیں سخت تھیں۔ قید کردینا، کسی عضو کو کاٹ دینا اور کوڑے لگا نا معمول کی سزائیں مانی جاتی تھیں۔ کمپنی کے انتظامیہ نے سزاؤں کے طریقے میں تبدیلی کی، اس کے باوجود جیل کے حالات ناقابل تشفی تھے۔ جیل کی گنجائش کا خیال کیے بغیر بڑی تعداد میں قیدیوں کو بھر دیا جاتا تھا اور جیلوں میں صفائی پر توجہ نہیں دی جاتی تھی اور بلا مبالغہ بہت سے جیل بیماری اور موت کے جال (Trap) تھے۔ لیکن اٹھارویں صدی کے آخر کے حصے میں جان ہاورڈ (John Howard) کے اصلاحی مشوروں پر عمل آوری سے جیل کے حالات میں تبدیلی آئی۔ حالات میں سدھار پیدا ہوا۔ جیل خانوں کو سزاؤں کی جگہ کے ساتھ ساتھ خاطیوں کے کردار سازی کا مرکز بھی سمجھا جانے لگا۔ قیدیوں کو ان کی اپنی دلچسپی کے کسی ایک پیشے کی تربیت دینے کا انتظام بھی کیا گیا تاکہ جیل سے رہائی کے بعد وہ شریفانہ زندگی گذار سکیں۔

12.5 عدالتیں (Law Courts)

اپنی حکومت کے ابتدائی دور میں کمپنی نے صرف یورپی باشندوں کے لیے عدالتیں قائم کیں۔ اٹھارویں صدی کے ابتدائی زمانے میں (Mayors Courts) صرف تین شہروں یعنی مدراس، ممبائی، کلکتہ میں قائم کیئے گئے۔ ان تینوں شہروں کو پریسیڈنسی (Presidency) کا درجہ حاصل تھا۔ کمپنی کو دیوانی (Diwani) یعنی مال گزاری کے حقوق حاصل ہونے تک فوجداری انصاف (Criminal Justice) نوابوں کے ذمے تھا۔ مالگزاری کی وصول یابی اور دیوانی انصاف (Civil Justice) ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحت تھا۔ یہ طریقہ نا کام ثابت ہوا۔ وارن ہیسٹنگز نے عدالتی نظام میں تبدیلی کی۔ ضلع کی سطح پر مقامی دیوانی عدالتوں (Civil Courts) کو کلکٹر (Collector) کے تحت کر دیا گیا اور اس کو مدد دینے کے لئے ہندو اور مسلمان عالم مقرر کیئے گئے۔ معمولی مقدمات کی سماعت کے لیے تحت کے جج (Subordinate Judge) ہوا کرتے تھے۔ اس کے اوپر کی عدالت صوبائی عدالت (Provincial Court) کہلاتی تھی۔ جہاں پر تحت کی عدالت کے فیصلوں کے بارے میں اپیل

(Appeal) کی جاتی تھی اور آخری درجے پر صدر دیوانی عدالت (Sadr-Diwani-Adalat) تھی۔ البتہ فوجداری (Criminal) مقدمات میں انصاف حاصل کرنے کے لیے صرف صدرنظامت عدالت (Sadr-Nizamat Adalat) قائم کی گئی تھی۔

قانون تنظیم کے نافذ کیئے جانے کے بعد کلکتہ میں اعلیٰ عدالت سپریم کورٹ (Supreme Court) قائم کی گئی جو ایک چیف جسٹس (Chief Justice) اور تین ججس (Judges) پر مشتمل تھی۔ جن کا تقرر تاج برطانیہ کی جانب سے ہوتا تھا۔ لیکن اس کی کارکردگی غیر واضح (Vague) تھی کیوں کہ کونسے اور کس قانون پر عمل کرنا چاہیے یہ نہیں بتلایا گیا تھا۔ انصاف رسانی کے معاملہ میں سپریم کورٹ انگریزی قوانین پر عمل کرتا تھا۔ جب کہ صدر عدالتیں (Sadr Courts) ہندوؤں اور مسلمانوں کے قوانین پر عمل پیرا تھیں۔ یہ عدالتیں انصاف رسانی کے اپنے اختلافی نظریات کے ساتھ سالوں کام کرتی رہیں۔

دیوانی قوانین (Civil Law) اور فوجداری قوانین (Criminal Law) کو مدون کرنے کا کام کمپنی کی جانب سے انجام پایا۔ نیز عدالتوں کی بھی جدید طور پر ترتیب کی گئی۔ مشرقی اور مغربی عدالتی نظام کی خوبیوں کو قائم رکھنے کی خاطر 1833ء میں گورنر جنرل کی کونسل میں ایک قانونی امور کے ماہر کا تقرر کیا گیا۔ کونسل کے پہلے قانونی رکن بننے کا اعزاز لارڈ میکالے (Lord Macaulay) کو حاصل ہوا۔ میکالے کی کوشش سے قانون تعزیرات ہند (Indian Penal Code) تیار کیا گیا۔ نہ صرف یہ بل کہ دیوانی (Civil) اور فوجداری (Criminal) قوانین کے مجموعے (Codes) بھی منظر عام پر آئے جن کی خوبیوں کی بے شمار مصنفین نے گواہی دی ہے (John Strachey) جان اسٹریچی نے فوجداری قوانین کے مجموعے (Criminal Procedure Code) کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے "ہندوستان کے تمام قوانین میں یہ سب سے اہم مجموعہ قوانین ہے جو امن اور قانون کو قائم رکھنے والی مشنری میں باقاعدگی پیدا کرتا ہے جرم کو روکتا ہے اور مجرم (Criminal) کو سزا دیتا ہے" ان دفعات (Codes) کے ذریعہ ججس، وکلا، سرکاری ملازمین اور دیگر لوگوں میں قوانین سے مکمل واقفیت پیدا ہوئی۔

انگریزوں نے ہندوستان میں قانونی حکمرانی کا تصور پیدا کیا نیز قانون کی نظر میں مساوات کے نظریہ کو واضح کیا۔ برطانوی حکومت کے قیام سے پہلے کی حکومتوں کے زمانے میں عدالتی نظام ذات یعنی (Caste) کے دباؤ کے تحت مجبور تھا۔ انگریزوں نے اس عدم مساوات کو ختم کیا اور امتیازات کو مسترد کر دیا۔ انگریزوں نے یورپی باشندوں کے لیے علاحدہ عدالتیں قائم کیں جہاں پر ججس (Judges) بھی یوروپین (European) مامور کیئے گئے۔ انگریزی عدالتوں سے انصاف حاصل کرنے میں کافی اخراجات ہوتے تھے۔ عدالتوں میں تاخیر ہوتی تھی وہ غیر یقینی حالات سے وہ دوچار تھیں۔ خاص طور پر غریب طبقہ ان برائیوں کا شکار ہوا کرتا تھا جو عدالتوں میں رواج پا گئی تھیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ قانون تنظیم کی اہمیت بیان کرو؟

.______________________________

.______________________________

.______________________________

2۔ پٹ کے قانون ہند (Pitt India Act) کی رو سے کس ادارہ کو برطانوی ہند میں حکمرانی کے اختیارات حاصل ہوتے ؟

•______________________________

•______________________________

•______________________________

•______________________________

____

3 ہندوستان میں برطانوی حکومت کے تین ستون کونسے تھے ؟

•______________________________

•______________________________

•______________________________

12.6 مال گزاری بندوبست (Land Revenue Settlements)

علاقائی اقتدار کے حصول کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی زمین پر قبضے کی اس مدت کو برقرار رکھنا چاہتی تھی جو کہ اس وقت رائج تھا ۔ البتہ چند تبدیلیاں بھی پیش نظر تھیں ۔ تاکہ تحفظ، تسلسل اور کسی حد تک یکسانیت کو یقینی بنایا جاسکے ۔ کمپنی کے ملازمین ہندوستان کے پیچیدہ مال گزاری نظام سے ناواقف تھے ۔ انھوں نے زمین کے علاقائی تفاوت کو جاننے کی کوشش کی لیکن آخر کار ہندوستان مختلف علاقوں میں تقسیم کر دیا گیا جہاں مختلف انداز کے مال گزاری نظام وجود میں آئے ۔ جن میں (1) زمینداری نظام یا مستقل بندوبست مالگزاری (2) رعیت واری نظام (3) محال واری نظام ۔ اہمیت کے حامل تھے ۔

12.6.1 زمینداری نظام

1765ء میں بنگال ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحت آگیا اور کمپنی نے مال گزاری کے سابقہ عملے کو برقرار رکھا جو مغلوں کا تقرر کردہ تھا ۔ اس وقت ٹیکس مقرر کرنے کا طریقہ رائج تھا اور ہر سال زمینات پر سب سے زیادہ بولی (Bid) دینے والے کو زمین پٹے (Lease) پر دی جاتی تھی ۔ اس طریقے میں کئی خرابیاں اور کوتاہیاں تھیں ۔ اس لیے وارن ہیسٹنگز نے پانچ سالہ طریقہ رائج کیا جو پنج سالہ بندوبست یعنی (Quinquennial Settlement) کے نام سے مشہور ہوا ۔ لیکن حکومت داخلہ (Home Government) نے سالانہ بندوبست کی طرفداری کی ۔ 1786ء میں کارنوالس (Cornwallis) گورنر جنرل کی حیثیت سے ہندوستان آیا اور مال گزاری بندوبست (Land Revenue Settlement) کی اہمیت کے پیش نظر اس مسئلہ پر اپنی توجہ مرکوز کی ۔ پی ۔ ای ۔ رابرٹس (P.E. Roberts) کے بموجب " کارنوالس نے

یہ دیکھا کہ زراعت اور تجارت زوال پذیر ہیں ۔ رعایا اور زمیندار غربی کا شکار ہوچکے ہیں اور صرف ساہوکار (Money Lenders) سماج کا خوشحال طبقہ ہے " کارنوالس کو حکومت برطانہ کی جانب سے مالگزاری نظم ونسق میں اصلاح کرنے کی واضح ہدایت دی گئی تھی ۔ چناں چہ 1790ء میں اس نے دس سالہ مالگزاری نظام (DecennialSystem) رائج کیا ۔ لیکن دس سالہ مقررہ مدت کے ختم ہونے سے قبل ہی 1793ء میں کارنوالس نے دس سالہ نظام کو مستقل بندوبست یا (PermanentSettlement) یعنی بندوبست دوامی میں تبدیل کردیا ۔ اس طرح زمینداروں کا موقف مال گزاری وصول کرنے والے گماشتہ (Agent) سے بڑھ کر مالک اراضی (Land Owner) کا ہوگیا ۔ حکومت کو ادا شدنی مال گزاری رقم مستقل بنیاد پر ہمیشہ کے لیے یعنی آئندہ آنے والے زمانے کے لیے بھی مقرر کردی گئی ۔

کارنوالس کے مستقل بندوبست (Permanent Settlement) کے باعث زمینداروں کو اراضی کی حد تک محدود مالکانہ حقوق حاصل ہوئے ۔ زمینداروں کو جو عدالتی اور پولیس اختیارات پہلے سے حاصل تھے اب ختم کردیے گئے ۔ ایسے زمیندار جو مال گزاری پابندی سے اور وقت پر ادا کرتے تھے ۔ حکومت کی جانب سے ان کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی جاتی تھی اور وہ کاشت کاروں (Tenants) سے اپنے تعلقات میں آزاد تھے البتہ کرایہ (Rent) پابندی سے ادانہ کرنے کی صورت میں ان کی زمین کا کچھ حصہ فروخت کردیا جاتا تھا اور اس سے مال گزاری کی ادا شدنی رقم کی تکمیل کی جاتی تھی ۔

انگریزوں کو بندوبست دوامی سے کئی فائدے حاصل ہوئے ۔ کمپنی کو سالانہ ایک مقررہ رقم کے حاصل ہونے کا تیقن مل گیا اور سالانہ متوقع آمدنی کے پیش نظر وہ اپنے اخراجات کی منصوبہ بندی کی قابل بن گئی ۔ کارنوالس (Cornwallies) کو یہ امید تھی کہ بندوبست دوامی کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے مثلاً ہندوستان کے زمیندار طبقے میں معززین (Aristocrats) کی ایک ایسی وفادار جماعت پیدا ہوگی جو کمپنی کے حریفوں کے مقابلے میں انگریزوں کی مدافعت کرے گی ۔ یہ بات بڑی حد تک سچ ثابت ہوئی چناں چہ 1857ء کی بغاوت کے زمانے میں زمینداروں نے برطانیہ سے اپنی وفاداری کو قائم رکھا ۔ زمینداری بندوبست (Zamindari Settlement) کے نتیجہ میں بہت سی برائیاں دور ہوئیں ۔ اس سے پہلے ایک خاص مدت کے لیے محصول (Tax) مقرر کیا جاتا تھا (Periodical Assessment) جس میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا ۔ اس نئے انتظام یعنی دوامی بندوبست (PermanentSettlement) میں مال گزاری محصول کی وصولی بھی آسان ہوگئی اور انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کی جانب سے عدالتی کاروبار (Judicial Work) بھی محکمہ مال کے ملازمین کے سپرد کردیا گیا ۔

بندوبست دوامی (Permanent Land Revenue System) میں بہت سی خرابیاں بھی تھیں ۔ مثلاً زمینداروں کو حقوق ملکیت دیئے گئے تھے ۔ جب کہ کاشت کار نظرانداز کردیئے گئے ۔ کاشت کار زمینداروں کے رحم و کرم کے محتاج ہوگئے جو من مانی طور پر محصول (Tax) یا کرایہ (Rent) مقرر کرتے تھے اور عدم ادائیگی کی صورت میں کاشت کار کو زمین سے بے دخل کر دیا جاتا تھا ۔ زمیندار زمین کی پیداواری صلاحیت کے بڑھانے میں دلچسپی نہیں لیتے تھے ۔ اکثر زمیندار اپنی زمینات سے بے پرواہ کلکتہ میں آرام کی زندگی بسر کرتے تھے ۔ ایسے زمینداروں کو غیر حاضر زمیندار

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34

یعنی (Absentee Land Lords) کہا جاتا تھا ۔ اگر مقررہ وقت پر زمیندار مال گزاری ادا نہ کرے تو ایسی صورت میں اس کے خلاف سخت قوانین (Sunsent Laws) کی روشنی میں شدید اقدامات کیئے جاتے تھے ۔ جو زمینداروں کی تباہی کا موجب ثابت ہوتے تھے ۔ بنگال میں مال گزاری محصول کو دوامی (Permanent) شکل دی گئی تھی ۔ جب کہ ممبائی اور مدراس کی حکومتوں کو وقتاً فوقتاً مال گزاری محصول میں اضافہ کرنے کی ہدایت دی گئی تھی ۔ (Baden Powell) کے بموجب "بندوبست دوامی سے وابستہ توقعات مایوسی کا شکار ہوئیں اور ایسے نتائج سامنے آئے جن کی پیش قیاسی نہیں کی گئی تھی ۔ " (Holmes) کے خیال میں "بندوبست دوامی ایک المناک غلطی تھی جس سے کمتر درجے کے کاشت کار کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوا ۔ زمیندار بھی اپنا کرایہ (Rent) ادا کرنے میں ناکام رہے اور ان کی جائیدادیں حکومت کی جانب سے فروخت کردی گئیں "۔

12.6.2 رعیت واری بندوبست (Ryotwari Settlement)

کارنوالس بندوبست دوامی (PermanentLandRevenueSystem) کا بانی تھا اور سر تھامس منزو (SirThomas Munro) رعیت واری بندوبست (RyotwarSettlement) کا موجد (Innovator) مانا جاتا ہے ۔ اس طریقے میں بندوبست (Settlement) فرد واحد یعنی کاشتکار سے کیا جاتا تھا ۔ سب سے پہلی بار بندوبست کا یہ طریقہ 1792ء میں کلکٹر (Collector) کیپٹن ریڈ (Captain Reid) نے مدراس میں سیلم (Salem) Baramahal کے مقام پر رائج کیا تھا ۔ جو زیادہ مقبول نہیں ہوا ۔ لیکن اس کے ایک مدگار تھامس منزو (ThomaseMunro) نے اسی طریقے بندوبست کو انگریزوں کے حوالے کیئے ہوئے اضلاع (CededDistricts) میں 1800ء میں نافذ کیا جہاں پر وہ پرنسپال کلکٹر (PrincipalCollector) کے عہدہ پر فائز تھا۔

منزو (Munro) یہ سمجھتا تھا کہ اس نظام کے ذریعہ لوگوں کے ذہن میں خانگی ملکیت کا احساس پیدا ہوگا چناں چہ اس نے مالکین زمین سے اس بندوبست کو طے کیا ۔ اس طریقے کو رائج کرنے سے پہلے زمین کی پیداوار کا اندازہ لگایا گیا اور اس میں حکومت کے حصے کو مقرر کیا گیا جو کسی صورت میں بھی پیداوار کے ایک تہائی 1/3 حصے سے زیادہ نہیں تھا ۔ زمینات کی پیمائش کروائی گئی اور ان معلومات کو محفوظ رکھنے کا طریقہ شروع کیا گیا اور رعیت (Ryots) (رعایا) کو ان کی زمینات کے لیے پٹے (Pattas) (قانونی دستاویز ملکیت) اجرا کیئے گئے ۔ انگریزوں کو دیئے گئے اضلاع یعنی (Ceded Districts) سے یہ رعیت واری طریقہ مدراس کے دوسرے مقامات میں بھی پھیل گیا ۔ مثلاً تنجور (Tanjore) کوئمبتور (Coimbatore)، ارکاٹ (Arcot) اور ملابار (Malabar) میں اس کی جڑیں مضبوط ہوگئیں۔

12.6.3 محل واری طریقہ یا بندوبست (Mahalawari System)

ہندوستان کے چند علاقوں مثلاً پنجاب، آگرہ اور اودھ میں انگریزوں نے ایک دوسری قسم کا مال گزاری نظام (LandRevenueSystem) جاری کیا۔ جس کو محل واری بندوبست (MahalwariSystem) کا نام دیا گیا۔ اس طرح کے بندوبست میں گاؤں کی تمام زمینات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اجتماعی طرز پر مال گزاری کی شرح کو مقرر کیا جاتا تھا اور گاؤں کے تمام لوگ مقررہ مال گزاری کی ادائگی کے لیے اجتماعی طور پر ذمہ دار ہوتے تھے۔ محل واری طریقے بندوبست اپنی نوعیت (Nature) کے لحاظ سے آدھا بندوبست دوامی (Permanent Land Revenue System) اور آدھا رعیت واری بندوبست (Ryotwari System) جیسا تھا۔ کیوں کہ اس طریقے کے تحت ایک طرف زمینداروں سے جہاں وہ موجود تھے اور دوسری طرف گاؤں والوں سے جو کہ مشترکہ کاشت کاری کرتے تھے بندوبست (Settlement) طے کیا جاتا تھا۔ زمین کا محصول واجبی (Moderate) شرح پر مقرر کیا جاتا تھا۔ محل (Mahal) کے معنی جائیداد یا ملکیت (Estate) کے ہیں۔ اس طریقے بندوبست (Settlement) میں پورے گاؤں کو ایک اکائی یا ایک ملکیت (Estate) مانا گیا تھا۔ اس لیے اس کو محل واری بندوبست کہا جاتا تھا۔

انگریزوں کی مال گزاری کی حکمت عملی کے کاشت کار طبقے پر برے اثرات پڑے۔ اس بارے میں کارل مارکس (Karl Marx) کے یہ خیالات ہیں "زمینداری بندوبست اور رعیت واری بندوبست دونوں بھی زرعی انقلابات ہیں لیکن یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک شاہانہ دوسرا جمہوری، ایک انگریزی زمین داری کی خصوصیات کا حامل دوسرا فرانسیسی کاشت کار طبقے کے حقوق ملکیت کا آئینہ دار غرض یہ دونوں بھی عوام کے لیے نہیں ہیں۔ یہ ان کے لیے نہیں ہیں جو زمین پر کاشت کرتے ہیں یا جو اس کے مالک ہیں بل کہ یہ حکومت کے لیے ہیں جو محصول عائد کرتی ہے" کاشت کار حکومت کو بھاری محصول ادا کرتے تھے اور ان کی زندگی زمیندار کے رحم و کرم پر تھی۔ جو اکثر محصول کی شرح بڑھا دیا کرتے تھے۔ غیر قانونی بقایا جات کے الزامات عائد کرتے تھے اور بیگار (Forced Labour) کی خدمات لیتے تھے۔ رعیت واری علاقوں میں کاشت کار کے حالات زندگی اچھے نہیں تھے۔ کیوں کہ یہاں حکومت کی جانب سے بھاری محصول مال گزاری عائد کیا گیا تھا۔ حکومت کی طرف سے زراعت کی ترقی کے لیے کوئی انتظام نہ کیئے جانے کے سبب کاشت کار مشکلات کا شکار تھے۔ اکثر اوقات مال گزاری کی ادائگی کے لیے وہ اپنی زمینات کے کچھ حصے کو فروخت کر ڈالتے تھے یا پھر بھاری شرح سود پر ساہو کاروں سے قرض حاصل کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ کاشت کاروں پر قرض کا بوجھ بڑھتا ہی گیا اور ان کی زمینات ساہو کاروں (Money Lenders) کے قبضے میں چلی گئیں۔ کاشت کار طبقہ تین سمتوں سے مظالم کا شکار بنا۔ حکومت کی جانب سے زمیندار کی طرف سے اور ساہو کار کی جانب سے۔ اس کے نتیجہ میں وہ زبردست مفلسی میں مبتلا ہو گیا۔

12.7 انگریزوں کی معاشی حکمت عملی

1757ء کی جنگ پلاسی (Battle of Plassy) تک ایسٹ انڈیا کمپنی کو صرف ایک تجارتی کمپنی کا درجہ حاصل تھا جو کچھ مال و اسباب اور قیمتی دھاتوں وغیرہ کی تجارت کیا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی بنی ہوئی اشیا کو خرید کر انگلستان (England) اور مغربی ممالک میں فروخت کرتی تھی۔ کمپنی کے تجارتی کاروبار سے ہندوستانیوں کو بھی غیر معمولی فائدہ حاصل ہوتا تھا جو پیداواری صلاحیت میں اضافہ کا باعث بنا۔ ہندوستان میں تیار کردہ اشیا برآمد (Export) کی جاتی تھیں۔ ہندوستانی مال کی طلب اور مقبولیت سے انگریزوں میں حسد (jealousy) کا جذبہ پیدا ہوا اور وہ اپنے ملک کی منڈیوں میں ہندوستانی مال کی موجودگی پر معترض ہوئے۔ بہت سے قوانین بنائے گئے تاکہ ہندوستانی مال کی فروخت پر پابندی لگائی جاسکے۔ لیکن اس کے باوجود اٹھارویں صدی کے وسط تک ہندوستانی تجارت بیرونی مارکٹ پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے میں کامیاب رہی۔

1757ء کے بعد کمپنی کو ہندوستان میں حاکمانہ موقف مل گیا۔ اس کے ساتھ کمپنی کے تجارتی طور طریق بھی تبدیل ہوگئے۔ کمپنی نے اپنے سیاسی اور فوجی موقف کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستانی صناعوں کو اس بات پر مجبور کردیا کہ وہ اپنا مال کم دام پر صرف برطانوی کمپنی کو ہی فروخت کریں۔ کپڑا بننے والوں (Weavers) اور دوسرے ہندوستانی صناعوں کو کمپنی کی جانب سے پیشگی رقم دی گئی اور اس طرح وہ صرف کمپنی ہی سے تجارت کرنے کے پابند کردیئے گئے۔ اپنی سیاسی قوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کمپنی نے حریف تاجروں کو بھی میدان چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اس کے نتیجہ میں اشیا کی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوسکا اور ملک کی دولت اور معیشت مسلسل زوال پذیر ہوتی گئی۔

اٹھارویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں انگلستان (England) میں صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) آیا جس کے نتیجہ میں ایک غیر معروف لیکن طاقتور صناعوں کا طبقہ ابھرا جو ہندوستان میں کمپنی کی تجارتی اجارہ داری (Monopoly) پر سخت معترض ہوا۔ کیوں کہ کمپنی کی اجارہ داری ان کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ چناں چہ 1813ء کے قانون (Charter Act) کے ذریعے کمپنی کی اجارہ داری ختم کردی گئی اور تمام اہل برطانیہ کو ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنے کی آزادی حاصل ہوگئی۔ چوں کہ ہندوستان، انگلستان (England) کے تحت تھا۔ اس لیے وہ صنعتی انگلستان (Industrial England) کی ایک معاشی نوآبادی (Economic Colony) بن گیا اور ہندوستان کی معیشت (Economy) کی نوعیت اور ڈھانچے کو برطانوی معیشت کی ضروریات کے تابع کردیا گیا۔ انگریزوں کی ایسی معاشی حکمت عملی سے ہندوستانی صنعت پر کاری ضرب لگی، ہندوستان کی دستکاریاں اور دیگر دیہی صنعتیں تباہ ہوگئیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

4- ہندوستان میں انگریزوں نے کن تین اہم مال گزاری کے طریقوں کو رائج کیا ؟

____

____

____

____

5۔ رعیت واری نظام کو کس نے رائج کیا ؟

____

____

____

6۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارتی اجارہ داری کب ختم کی گئی ؟

____

____

____

12.8 خلاصہ

1۔ 1772ء کے قانون تنظیم کے ذریعے ہندوستان میں کمپنی کی حکومت کو برطانوی حکومت کے تحت اور نگرانی میں لایا گیا۔

2۔ 1784ء کے پٹ کے قانون ہند (Pitt India Act) کے ذریعے ہندوستانی معاملات پر برطانوی پارلیمنٹ کے اختیارات کو وسعت دی گئی ۔ اس قانون کے ذریعے مجلس نظما یعنی (Board of Directors) کو ختم کردیا گیا اور اس کی جگہ ایک بورڈ آف کنٹرول (Board of Control) قائم کیا گیا۔

3۔ ہندوستان میں برطانوی نظم ونسق (Administration) کا انحصار بڑی حد تک سرکاری ملازمین ، پولیس اور فوج پر تھا۔

4۔ زمینداری، رعیت واری اور محل واری یہ تین قسم کے مال گزاری نظام برطانوی ہند (British India) میں جاری تھے ۔

5۔ 1813ء کے قانون چارٹر ایکٹ (Charter Act) کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ہندوستان میں تجارتی اجارہ داری ختم کردی گئی۔ ہندوستان میں برطانوی شہنشاہیت کی وجہ سے ہندوستانی معیشت برطانوی معیشت کے تابع ہوگئی ۔

اپنی معلومات کی جانچ : جوابات

1۔ تاریخ میں قانون تنظیم اہمیت کا حامل ہے اس کے ذریعے ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے انتظامیہ پر پارلیمنٹ کی برتری اور نگرانی قائم کی گئی۔

2۔ 1784ء میں پٹ کے قانون ہند (Pitt India Act) کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کی مجلس منتظما (Board of Directors) کی جگہ چھ کمشنروں پر مشتمل ایک بورڈ آف کنٹرول (Board of Control) قائم کیا گیا جو برطانوی ہند (British India) کے لیے حقیقی حکمراں کی حیثیت کا حامل تھا۔

زمینداری، رعیت داری اور محل واری تین اہم مال گزاری نظام برطانوی ہند میں نافذ تھے۔

3۔ سرکاری ملازمین، پولیس اور فوج ہندوستان میں برطانوی حکومت کے اہم ستون تھے۔

4۔ سر تھامس منرو (Sir Thomas Munro) نے رعیت واری نظام (Ryotwari System) رائج کیا۔

5۔ 1813ء کے قانون (Charter Act) چارٹر ایکٹ کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارتی اجارہ داری (Monopoly) ختم کردی گئی۔

12.10 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے۔

1۔ کارنوالس (Cornwallis) نے کیا انتظامی تبدیلیاں کیں؟

2۔ ان مختلف مال گزاری طریقوں کی خوبیوں اور خرابیوں کو مختصر طور پر لکھیے جو اٹھارویں اور انیسویں صدی میں برطانیہ کی جانب سے ہندوستان میں رائج کیے گئے تھے۔

II۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب صرف پندرہ (15) سطروں میں دیجیے۔

1۔ انگریز حکمرانوں کی معاشی حکمت عملی کو 1857ء تک بیان کیجیے؟

2۔ 1772ء کے قانون تنظیم پر ایک نوٹ لکھیے؟

3۔ 1784ء کے قانون پٹ (Pitt's India Act) کی دفعات پر مختصر نوٹ لکھیے؟

12.11 سفارش کردہ کتابیں

Anderson, G.	*British Administration in India*
Arnold, E.	*Dalhousie's* Administration of British India
Aspinall, A.	*Cornwallis in Bengal*
Braidwood, Sir George	*Dawn of British Trade to the East Indies*
Blunt, Sir Edward	*The Indian Civil Service*
Bruice, John	*Annals of the East India Company*
Dodwell, H.H.	*Cambridge History of India, Vol.V*
Dutt R.C.	*Economic History of India, Vol.I*
Joness Monkton	*Warren Hastings in Bengal*
Marx and Engels	*On Colonialism*
Mukherjee, Ramakrishna	*The Rise and Fall of the East India Company*
Roberts, P.E.	*History of British India*
Spear, Perceival	*History of India, Vol.II*

مصنف: کے۔ ایس۔ ایس۔ سیشن